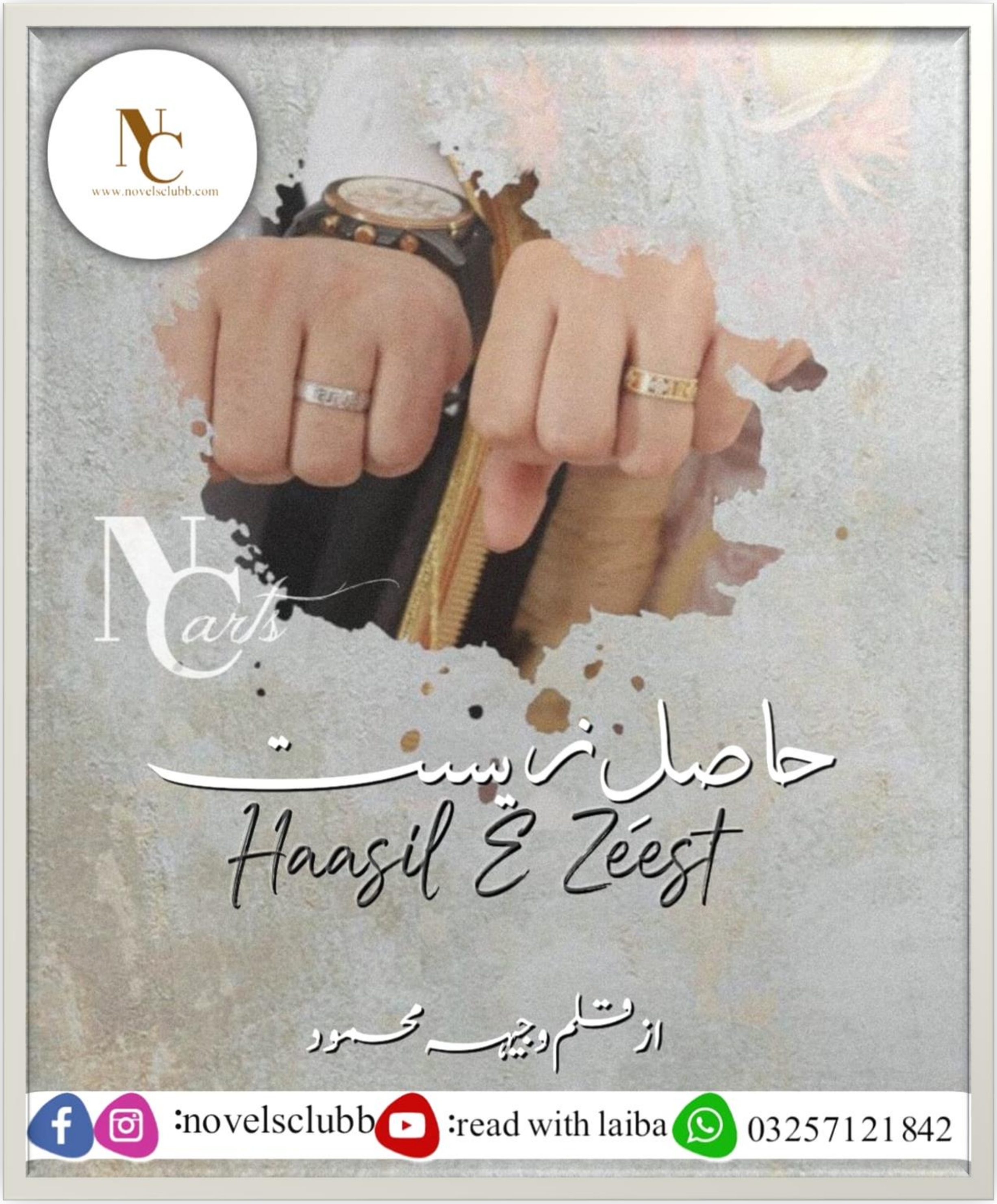
www.novelsclubb.com
حاصل زیست
Haasil E Zéest
از قلم وجیہہ محمود
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

حاصلِ زیست

از قلم

وجیہہ محمود

www.novelsclubb.com

"حاصلِ زیست"

از قلم (وجیہہ محمود)

قسط نمبر (07)

رات کا ایک بج چکا تھا، آسمان سیاہ چادر اوڑھے زمین کو تاریک کر چکا تھا۔ سب لوگ اس وقت اپنے اپنے لحافوں میں پر سکون نیند لے رہے تھے، اس نے گاڑی پارک کرتے ایک نظر سامنے ڈالی، جہاں تمام کمروں کی روشنیاں بجھ چکی تھیں سوائے لاؤنج کے جو اس وقت روشن تھا اس نے گہری سانس لی، اسے معلوم تھا کہ اب اُس کی خیر نہیں!

وہ قدم بڑھاتا اندر چلا گیا، لاؤنج میں داخل ہوتے اسے سامنے ہی نور اور زاویار بیٹھے نظر آئے، تاشفین پر نظر پڑتے وہ دونوں جو باتوں میں مصروف تھے، خاموش ہو گئے۔ ان کے چہروں پر چھائے تاثرات دیکھتا وہ آگے آیا،

www.novelsclubb.com

"مہمان چلے گئے؟"اس کے اس عجیب سوال پر زاویار طنزیہ مسکرایا،

"نہیں، نہیں وہ تو ابھی تک آپ کے انتظار میں بیٹھے ہیں"زاویار کی بات پر نور نے تاشفین کو مخاطب کیا،

"بھائی آپ نے اچھا نہیں کیا، ہم نے آپ کا اتنا انتظار کیا مگر آپ نہیں آئے"اس کا پھولا ہوا چہرہ اس کی ناراضگی واضح کر رہا تھا۔اس سے پہلے کہ تاشفین کچھ کہتا نور دوبارہ بولی،

"اموجان بھی آپ سے خفا ہیں، وہ آپ کو اپنی دوست سے ملوانا چاہتی تھیں مگر آپ نہیں آئے"نور کی بات پر تاشفین آگے بڑھتا اس کے قریب آیا،

"آئی ایم سوسوری نور، ایمرجنسی کیس تھا، سرجری کے دوران مجھے وقت کا اندازہ ہی نہیں ہو سکا"اس کی بات پر نور نے اس کی جانب دیکھا۔

""وہ تو ٹھیک ہے بھائی مگر اموجان آپ سے ناراض ہو گئی ہیں، آپ انہیں۔۔۔۔

"انہیں میں منالوں گا، تم فکر مت کرو" وہ نور کی بات کاٹتا بولا، جس پر نور مسکرائی، وہ بس اتنی ہی دیر تاشفین سے ناراض ہو سکتی تھی جبکہ پاس بیٹھا زاویار جو ان دونوں کی باتیں سن رہا تھا، تاشفین کو مخاطب کرتا بولا، جو نور کے ساتھ صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔

"ایک مزے کی بات بتاؤں ڈاکٹر صاحب "اس کی بات تاشفین نے اس کی جانب دیکھا،

"اموجان کی دوست آپ کی رشتہ دار تھیں "اس کی بات پر تاشفین کے ساتھ ساتھ نور بھی حیران ہوئی،

"رشتہ دار؟"تاشفین الجھن کا شکار ہوا، جس پر زاویار مسکراتا ہوا بولا،

"ہاں رشتہ دار، اموجان کی دوست آپ کی مریض ہیں تو ڈاکٹر اور مریض کا بھی تو رشتہ ہوتا ہے نہ۔۔۔جانتے تو ہوں گے انہیں!" اس کی بات پر نور فجر بولی،

"بھائی کے پاس روزانہ اتنے مریض آتے ہیں، بھائی کو کیسے معلوم کہ ان میں سے اموجان کی دوست کون ہیں" نور کی بات پر زاویار نے دوبارہ تاشفین کو مخاطب کیا،

"وہ ڈاکٹر صاحب کی خاص مریض ہیں، انہیں ڈاکٹر صاحب بہت اچھے سے جانتے ہیں" اس کی بات پر اس بار تاشفین بولا،

"زاوی پہیلیاں بجھوانا بند کرو، صاف صاف بتاؤ کس کی بات کر رہے ہو" اس نے اپنی گھڑی اتارتے ٹیبل پر رکھی،

"ایڈوکیٹ آبرو صدیقی کو تو یقیناً آپ جانتے ہیں" اس نام پر تاشفین کے کان ایک دم کھڑے ہوئے، اس نے فوراً زاویار کی جانب دیکھا،

"ان کی امی جو کہ آپ کی مریض ہیں، وہی امو جان کی بچپن کی دوست ہیں" زاویار تاشفین کے چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھتا محظوظ ہو رہا تھا۔تاشفین نے کچھ پوچھنے کے لیے لب کھولنا چاہے کہ اچانک کسی خیال کے تحت اس نے پاس بیٹھی نور کو بلایا،

"نور بہت بھوک لگی ہے، کچھ کھانے کے لیے لے آؤ پلیز" نور جو بہت توجہ سے ان کی باتیں سن رہی تھی،تاشفین کی بات پر اٹھ کھڑی ہوئی،

"جی بھائی میں ابھی لاتی ہوں" وہ یہ کہتے کچن کی جانب چل پڑی جبکہ تاشفین نے اس کے جاتے زاویار کو مخاطب کیا،

www.novelsclubb.com

"کون کون آیا تھا؟" اس کے سوال میں چھپی بے چینی پر زاویار کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے،

"سب آئے تھے سب !" زاویار کے جواب پر تاشفین دوبارہ بولا،

"وہ آئی تھی؟۔۔۔میرا مطلب۔۔۔۔"

"جی،جی وہ بھی آئی تھیں "تاشفین کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے زاویار بولا،

"تو یقیناً اسے معلوم ہو گیا ہو گا کہ میں۔۔۔۔"

"جی بھائی انہیں سب پتہ چل گیا ہے بلکہ صرف انہیں ہی نہیں سب کو سب پتہ چل چکا ہے "ایک بار دوبارہ تاشفین کی بات مکمل ہونے سے پہلے زاویار بولنے لگا، جس پر تاشفین خاموش ہو گیا۔

"اسی لیے تو کہتا ہوں ڈاکٹر صاحب کہ گھر رہا کریں "اسے معلوم تھا کہ اِس وقت تاشفین کو اپنی غیر موجودگی پر افسوس ہو رہا ہو گا۔وہ تاشفین کی نظر میں آبرو کے لیے پسندیدگی اُسی دن کورٹ میں دیکھ چکا تھا اور آج تاشفین کے سوالات اور چہرے کے بدلتے تاثرات اس کی سوچ کو پختہ کر گئے تھے۔دوسری جانب تاشفین کو ایک دم اپنی بے اختیاری کا احساس ہوا،اس نے ایک نظر زاویار کے چہرے کی

www.novelsclubb.com

جانب دیکھا، جس پر چھائی مسکراہٹ اسے سب سمجھانے کے لیے کافی تھی۔اس نے فوراً خود کو کوسا اور خود پر قابو پاتے بولنے لگا،

"وہ میں اس لیے پوچھ رہا تھا کہ۔۔۔۔وہ اپنا دایاں ہاتھ بالوں میں پھیرتا کہنے لگا،

"مجھے معلوم ہے بھائی کہ آپ کس لیے پوچھ رہے تھے" زاویار کی اس بات پر تاشفین کو شدت سے اپنی بے اختیاری پر افسوس ہوا، اتنے میں نور تاشفین کے لیے کھانا لے آئی تھی۔سامنے بیٹھا زاویار ایک نظر تاشفین پر ڈالتا، مسکراتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

وقت جیسا بھی ہو گزر جاتا ہے، یہ کسی کے لیے نہیں ٹھہرتا! صائم اور حلیمہ کی وفات کے بعد اموجان کو محسوس ہوتا تھا کہ گویا ان کی زندگی میں وقت ٹھہر گیا

ہو، ان کی زندگی رک گئی ہو مگر وقت اپنی رفتار سے سب کو اپنے ساتھ لیے آگے بڑھتا چلا گیا۔

آٹھ سال بعد:-

صبح سات بجے کا وقت تھا، سورج طلوع ہوئے کافی وقت بیت چکا تھا۔ تمام چرند پرند اپنے رب کی حمد و ثنا کرتے، اب اپنے اپنے رزق کی تلاش میں نکل چکے تھے۔ ڈاکٹر عافیہ اس وقت اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھیں قران پاک کی تلاوت میں مصروف تھیں۔ ان آٹھ سالوں میں ان کا چہرہ بہت بدل گیا تھا، وہ بہت ضعیف ہو چکی تھیں۔ اس ایک حادثے نے ان کی زندگی کو بالکل بدل ڈالا تھا مگر اب وہ وقت کے ساتھ کافی سنبھل چکی تھیں۔ ان کی صحت میں پہلے سے کافی بہتری آچکی تھی، جس کی وجہ وہ صرف اور صرف سبرینہ کو مانتی تھیں۔ ان گزرے آٹھ سالوں میں سبرینہ نے اپنی زندگی ان کے اور بچوں کے نام کر ڈالی تھی۔ اس نے ڈاکٹر عافیہ کے احسانات کا بدلہ پوری طرح ادا کر دیا تھا۔ ڈاکٹر عافیہ نے قران پاک

www.novelsclubb.com

بند کرتے اس پر بوسہ دیا اور اسے غلاف میں لپیٹتے الماری میں رکھ دیا اور واپس بیڈ پر بیٹھتے تسبیح تھامتے تسبیح پڑھنے لگیں۔وہ سامنے دیوار پر نصب حلیمہ اور صائم کی تصویر دیکھتے مسکرا رہی تھیں۔ان کی مسکراہٹ بھی افسردہ تھی۔

جبکہ باہر اس وقت ہلچل کا سماں تھا۔سبرینہ اس وقت کچن میں موجود تھی۔گلابی رنگ کی شلوار قمیض پہنے، بالوں کو جوڑے میں گوندھے،وہ اس وقت تیز تیز ہاتھ چلاتے سامنے پڑے تین لنچ باکس پیک کر رہی تھی۔لنچ باکس تیار کرتے وہ فوراً باہر آئی جہاں اس وقت ڈائننگ ٹیبل پر وہ تینوں موجود تھے۔وہ تینوں اس وقت یونیفارم میں ملبوس تھے۔زاویار اور تاشفین ناشتے سے فارغ ہو چکے تھے جبکہ نور فجر ابھی بھی کھانے میں مصروف تھی۔

"ناشتہ کرلیا سب نے؟" سبرینہ پوچھتے ہوئے ان کے قریب آئی، جس پر زاویار ایک افسوس بھری نظر نور پر ڈالتے بولنے لگا،

www.novelsclubb.com

"جی امی میں نے اور بھائی نے ناشتہ کر لیا ہے، بس یہ ایک لیزی گرل ہے جس نے ابھی تک ناشتہ نہیں کیا" اس کی بات پر نورِ فجر کی نیلی آنکھوں میں آنسو جھلملانے لگے۔

"بری بات زاوی، ایسے نہیں کہتے! بہنا ابھی چھوٹی ہے نہ" سبرینہ نے زاویار کو مخاطب کیا، جبکہ تاشفین لنچ باکس اب تینوں کے بیگ میں ڈال رہا تھا۔ اس کی قد و قامت، بھوری آنکھیں، آواز وہ ہو بہو فیضی تھا۔

"نہیں امی یہ اب چھوٹی نہیں ہے، یہ بھی اب بڑی ہو گئی ہے کیونکہ جو بچے سکول جاتے ہیں پھر وہ چھوٹے نہیں رہتے، بڑے ہو جاتے ہیں" وہ سبرینہ کے الفاظ اسے ہی لوٹا رہا تھا۔

"امی بس اور نہیں کھایا جا رہا!" نور کی منمناہٹ پر سبرینہ اس کی جانب متوجہ ہوئی، یہ نیلی آنکھوں والی گڑیا اسے بہت عزیز تھی۔ اس نے اُس کی آنکھوں میں آئے آنسو صاف کیے اور اس کا ماتھا چوما، جس پر زاویار بھی اس کے قریب آکر

www.novelsclubb.com

کھڑا ہو گیا۔اس کی اس حرکت پر سبرینہ مسکرائی،اسے معلوم تھا کہ وہ یہاں کیوں آیا ہے۔اس نے جھکتے اس کے ماتھے کو بھی چوما،اتنے میں وین کہ ہارن نے انہیں اپنی جانب متوجہ کیا،

"چلو بچو شاباش،وین آگئی ہے" سبرینہ نورِ فجر کو کرسی سے اتارتی بولی،تاشفین اپنا اور نور فجر کا بیگ اٹھاتے باہر کی جانب بڑھنے لگا جبکہ زاویار اپنا بیگ پہن کر بھاگتا ہوا سب سے آگے تھا۔نور اور زاویار کو وین میں بٹھاتے سبرینہ نے تاشفین کا ماتھا چومتے اسے مخاطب کیا،

"تاشفین بھائی بہن کا خیال رکھنا" اس کی بات پر تاشفین اثبات میں سر ہلاتے باہر چلا گیا۔سبرینہ گیٹ بند کرتے واپس آگئی اور اماں جان کے کمرے کی جانب چل پڑی۔یہ ان سب کا روز کا معمول تھا،وہ تینوں صبح اٹھتے،سب سے پہلے اماں جان کے پاس آکر قران پاک کی تلاوت کرتے پھر تیار ہو کر سکول چلے جاتے۔

www.novelsclubb.com

"بچے چلے گئے؟" سبرینہ کو کمرے میں داخل ہوتے دیکھ کر اموجان نے مسکراتے ہوئے پوچھا،

"جی اموجان" وہ سامنے پڑی کرسی پر بیٹھ گئی جبکہ اموجان کی نظر اس کے جلے ہوئے ہاتھ پر پڑی،

"سبرینہ تمہارا ہاتھ! یہ کیسے ہوا؟" وہ ہمیشہ کی طرح اس کے لیے متفکر ہوئیں،

"کچھ نہیں اموجان وہ بس جلدی جلدی میں ہو گیا" وہ اپنا ہاتھ دوپٹے کے نیچے چھپاتی بولی،

"تمہیں کتنی بار کہا ہے سبرینہ، بچوں کے ساتھ ساتھ اپنا بھی خیال رکھا کرو" وہ ہمیشہ اسے یہی کہا کرتی تھیں کیونکہ صائم اور حلیمہ کی وفات کے بعد سبرینہ نے ان بچوں کو بالکل ماں کی طرح پالا تھا۔ ایک ماں سے زیادہ پیار دیا تھا کہ کہیں انہیں اپنی ماں کی کمی محسوس نہ ہو۔ وہ اپنی صحت، اپنی زندگی، اپنی

www.novelsclubb.com

خواہشات،اپنی ذات سب فراموش کر چکی تھی۔اب اس کی زندگی اموجان اور بچوں سے شروع ہو کر ان پر ہی ختم ہو جاتی۔

"اموجان آپ کے لیے ناشتہ بناؤں؟"وہ ان کی توجہ دوسری جانب کرنے کے لیے بولی،

"نہیں تم رہنے دو،رضیہ آئے گی تو وہ بنا دے گی،تم ابھی آرام کرو"اموجان کی نظر اب بھی اس کے ہاتھ پر تھی۔

"اموجان رضیہ آج چھٹی پر ہے،میں آپ کا ناشتہ بنا کر آرام کر لوں گی"وہ مسکراتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئی۔اموجان کو معلوم تھا کہ وہ ٹلنے والوں میں سے نہ تھی۔

اِن آٹھ سالوں میں ان سب کی زندگیاں بدل چکی تھیں۔اموجان شروع کے دو سال شدید علالت کا شکار رہی تھیں مگر گزرتے وقت اور سبرینہ کی کوششوں سے وہ زندگی کی طرف واپس لوٹ رہی تھیں۔وہ اپنی تمام جمع پونجی سے

"آفریدی ٹرسٹ" کے نام سے ایک ٹرسٹ کھول چکی تھیں جس کے معاملات بھی سبرینہ ہی دیکھتی تھی، اس نے واقعی ان کی بیٹی بن کر دکھایا تھا جبکہ بچوں سے بھی کوئی حقیقت پوشیدہ نہ تھی، وہ اپنے حقیقی ماں باپ کے بارے میں سب جانتے تھے۔ حلیمہ کے گھر والوں میں صرف اس کی ماں تھیں، جو سال میں ایک بار پاکستان آکر بچوں سے مل جاتیں۔ گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ بچے اب سبرینہ کے بغیر ایک پل نہیں رہتے تھے۔ مختصراً اب اس گھر اور گھر کے مکینوں کو سنبھالنے والی "سبرینہ" تھی۔

---

www.novelsclubb.com

اس نے جھنجھلائے ہوئے انداز میں موبائل واپس ٹیبل پر رکھا، اس کے چہرے کے تاثرات سے واضح تھا کہ وہ اس وقت اکتاہٹ کا شکار تھی۔ اسے یہاں شہریار کا انتظار کرتے آدھا گھنٹہ ہو چکا تھا اور شہریار ابھی تک نہیں پہنچا تھا۔ وہ مسلسل اسے کال کر رہی تھی پر وہ اس کی کال بھی نہیں اٹھا رہا تھا۔ اس نے اپنے

بالوں میں ہاتھ پھیرتے خود پر قابو پایا اور ایک نظر آس پاس بیٹھے لوگوں پر ڈالی، جو سب اس وقت خوشگوار موسم کا مزہ لینے میں مصروف تھے۔ آج صبح سے ہی آسمان پر ہر جانب بادل چھائے ہوئے تھے، وقفے وقفے سے ہوتی ہلکی بارش ماحول کو مزید خوشگوار بنا رہی تھی۔ وہ کچھ دیر پہلے ہی اپنے لیے کافی اور سینڈوچز آرڈر کر چکی تھی۔ وہ بھی آس پاس کا جائزہ ہی لے رہی تھی کہ اسے سامنے سے شہریار آتا دکھائی دیا، اسے دیکھتے ہی امل کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے۔

"ایکسٹریملی سوری امل، ٹریفک بہت تھا، س لیے دیر ہو گئی" شہریار امل کے چہرے پر چھائے تاثرات دیکھتا وضاحت دینے لگا،

"اور تمہارا موبائل، وہ کہاں تھا؟ تم میری کال ریسیو کیوں نہیں کر رہے تھے؟" اس کی بات پر شہریار نے کرسی کھینچ کر بیٹھتے جواب دیا،

"موبائل، وہ سائلنٹ پر تھا" شہریار کے جواب پر امل کے غصے میں اضافہ ہوا،

"مجھے آدھا گھنٹہ ہو گیا ہے، یہاں تمہارا انتظار کرتے، اگر تم مزید پانچ منٹ تک نہ آتے تو میں واپس چلی جاتی" امل نے ٹیبل پر رکھا اپنا موبائل دوبارہ اٹھالیا،

"اچھا نہ یار چھوڑو ان سب باتوں کو، یہ بتاؤ کیا آرڈر کروں ؟" شہریار نے سامنے پڑا مینیو کارڈ اٹھایا،

"میں اپنے لیے آرڈر دے چکی ہوں" امل نے ٹانگ پر ٹانگ رکھتے جواب دیا جس پر شہریار کچھ لمحے خاموش ہوا مگر پھر ویٹر کو بلاتے اپنا آرڈر دیا۔

"غصہ تھوک دو امل، مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے مجھے یہاں کس لیے بلایا تھا؟" وہ امل کو مخاطب کرتا بولا،

"میں تمہارے لیے بہت اچھی خبر لائی تھی مگر تم نے میرا سارا موڈ خراب کر دیا" امل کی بات پہ شہریار بولنے لگا،

www.novelsclubb.com

"سوری کہہ تو رہا ہوں یار، اب اور کیا کروں" شہریار کی بات پر امل نے اس کی جانب دیکھا اور گہری سانس لیتے بولنے لگی،

"اِٹس اوکے شہری پر اگلی بار میں تمہارا انتظار نہیں کروں گی" وہ رکی جبکہ دوسری جانب شہریار کا چہرہ پر سکون ہوا،

"مجھے تم سے رُتبہ کے بارے میں بات کرنی تھی" اس کی بات پر شہریار بہت توجہ سے اس کی بات سننے لگا،

"میں نے رُتبہ کے موبائل سے اس کی ساری تصاویر کل اپنے موبائل میں ٹرانسفر کرلی تھیں، اور وہ ساری تصاویر میں تمہیں بھیج چکی ہوں، اب آگے کیا کرنا ہے تم بہتر جانتے ہو اور ہاں۔۔۔" وہ بولتے بولتے رکی،

"تم وہ تمام میسجز اپنے پاس سیو کر رہے ہو نہ؟" اس کے سوال پر شہریار کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی،

"ڈونٹ وری امل، ایک ایک میسج میرے پاس محفوظ ہے" اس کی بات پر امل بھی مسکرائی، اتنی دیر میں ویٹر امل کا آرڈر لے کر آچکا تھا۔

"امل تم سے ایک بات پوچھوں؟" ویٹر کے جانے کے بعد شہریار نے امل کو مخاطب کیا، جس پر امل نے اثبات میں سر ہلایا،

"تم رُتبہ کے موبائل سے مجھے میسجز کرتی ہو، فون کالز کرتی ہو، اُسے کبھی تم پر شک نہیں ہوا؟" شہریار کے سوال پر امل طنزیہ مسکرائی،

"وہ مجھ پر اعتماد کرتی ہے، اندھا اعتماد! جس کا سب سے بڑا ثبوت تمہارے سامنے ہے" اس کی بات پر شہریار ہنسنے لگا،

"اور تم اس کے اعتماد کا غلط فائدہ اٹھا رہی ہو، رائٹ!" اس کی بات پر امل کے چہرے کے تاثرات بدلے،

www.novelsclubb.com

"وہ اسی قابل ہے!"امل کے لہجے میں نفرت تھی۔اتنے میں شہریار کا آرڈر بھی آچکا تھا۔ویٹر کے جاتے امل نے اسے مخاطب کیا،

"میں تمہیں ساری تصاویر بھیج چکی ہوں پر تم پھر بھی ایک بار چیک کر لو"اس کی بات پر شہریار اپنا موبائل اٹھاتے امل کی بھیجی گئی تصاویر دیکھنے لگا کہ اچانک ایک تصویر پر اس کی حرکت کرتی انگلیاں تھم گئیں،اس تصویر میں رُتبہ کے ہمراہ آبرو بھی تھی۔اس کے ذہن کے پردے پر اُس دن کا واقعہ لہرایا۔

"کیا ہوا؟"شہریار کے چہرے کے بدلتے تاثرات دیکھتے امل نے اسے مخاطب کیا،جس پر شہریار نے اس کی جانب دیکھا،

"یہ۔۔۔یہ کون ہے؟"اس نے موبائل کی سکرین امل کے سامنے کی،

"یہ رُتبہ کی بڑی بہن ہے،کیوں کیا ہوا؟"اس کی بات پر شہریار کے چہرے پر چھائے تاثرات میں حیرت کا اضافہ ہوا،

"نہیں، نہیں کچھ نہیں "شہریار امل کے سامنے اس واقعہ کا ذکر نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"تم جانتے ہو اسے ؟"امل کے سوال پر شہریار بمشکل مسکرایا،

"ارے نہیں، نہیں، وہ تو میں بس ایسے ہی پوچھ رہا تھا"اس کی بات پر امل اثبات میں سر ہلاتے سامنے بڑی کافی پینے لگی جبکہ شہریار کے دل اور دماغ میں آج رتبہ سے بدلہ لینے کا عزم مزید پختہ ہو گیا تھا۔وہ رتبہ کی بربادی کی صورت میں آبرو کو بھی تکلیف پہنچا کر اس سے اپنا بدلہ لے سکتا تھا۔اس نے مسکراتے ہوئے موبائل سائیڈ پر رکھا اور اپنا آرڈر کیا گیا کھانا کھانے لگا۔

www.novelsclubb.com

وہ سیڑھیاں اترتا نیچے آیا کہ اسکی نگاہ سامنے ناشتے کے ٹیبل پر بیٹھے نفوس پر پڑی،نور اور زاویار کی نظریں بھی اس سے ملیں جبکہ سبرینہ کی پشت اس کی جانب تھی۔وہ نیچے اترتا سیدھا سبرینہ کی کرسی کی جانب گیا اور پیچھے سے ان کے گرد بازو

لپیٹتے انہیں سلام کرتے، ان کے سر پر بوسہ دیا۔ جس پر سبرینہ نے اسے جواب دیا، اس کے جواب میں چھپی خفگی تاشفین آرام سے محسوس کر سکتا تھا۔ وہ ان کے سامنے آتا، اپنی کرسی پر بیٹھتے انہیں مخاطب کرتا بولا،

"امو جان، میری پیاری امو جان، آپ ابھی بھی مجھ سے خفا ہیں؟" اس کی بات پر سبرینہ نے آنکھوں میں خفگی لیے اس کی جانب دیکھا،

"تو کیا ناراض نہیں ہونا چاہیے!" ان کی بات پر وہ بولنے لگا،

"ہونا تو چاہیے مگر میری بھی تو مجبوری تھی نہ امو جان، مجھے وقت کا اندازہ ہی نہیں ہو سکا"

"تاشفین کبھی کام کے علاوہ، زندگی کے باقی معاملات کے بارے میں بھی سوچا کرو" سبرینہ نے جوس گلاس میں انڈیلتے اس کی جانب بڑھایا، جس پر تاشفین نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا،

www.novelsclubb.com

"جیسا آپ کہیں اموجان" اس کے لہجے میں چھپی شرارت بھانپتے وہ بولنے لگیں،

"تمہارے اس مسئلے کا حل میں سوچ چکی ہوں" ان کی بات پر تاشفین جوس کا گلاس خالی کرتے ٹیبل پر رکھتے ان سے پوچھنے لگا،

"کیسا حل؟" جبکہ پاس بیٹھے زاویار اور نوران کی باتیں سنتے ناشتہ کر رہے تھے۔

"ایسا حل جس سے تمہارے پاؤں بھی گھر میں ٹکنے لگیں گے" ان کی اس بات پر تاشفین کے چہرے کے تاثرات بدلے،

"اموجان آپ کیا کہہ رہی ہیں؟" وہ سمجھ چکا تھا مگر پھر بھی ان سے وضاحت چاہتا تھا۔

"یہی کہ میں نے سوچ لیا ہے کہ اب تمہاری شادی کر دی جائے"

"مگر امو جان۔۔۔۔۔"

"اس بار انکار کی گنجائش نہیں ہے" امو جان نے اٹل لہجے میں کہا، تاشفین کے کھلتے لب دیکھتے وہ دوبارہ بولیں،

"لڑکی تمہارے لیے میں پسند کر چکی ہوں" وہ یہ کہتے تاشفین کے سر پر بم پھوڑ چکی تھیں، تاشفین کی آبرو کے لیے پسندیدگی کے بارے میں زاویار انہیں پہلے ہی بتا چکا تھا۔

"مگر امو جان۔۔۔" سبرینہ نے ہاتھ کے اشارے سے اسے بولنے سے روکا،

www.novelsclubb.com

"پریشان مت ہو، تم بھی اسے جانتے ہو" ان کی بات پر تاشفین فورا بولا،

"کون؟"

"آبرو، میری دوست صالحہ کی بیٹی!"تاشفین کو لگا اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے۔

"وکیل ہے وہ، زاویار بھی اسے جانتا ہے"اموجان کی یہ بات اس کی سوچ پر مہر لگا گئی۔

"مجھے وہ پہلی نظر میں ہی بہت اچھی لگی تھی۔خوش اخلاق، سوبر، خوبصورت، تحمل مزاج سب سے بڑھ کر احساسِ ذمہ داری تو اس میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہے"سبرینہ مسکراتے ہوئے اسے آبرو کی خوبیاں گنوا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تو میں نے سوچا کہ کیوں نہ اتنی اچھی بچی کو تمہاری دلہن بنا کر اس گھر میں لے آؤں"تاشفین کا دل اس وقت ساتویں آسمان پر جا پہنچا تھا۔

"تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں؟"ان کے سوال پر تاشفین نے انکی جانب دیکھا مگر خاموش رہا جبکہ اس کی خاموشی کو دیکھتے زاویار بولنے لگا،

"اموجان سمجھا کریں نہ، مشرقی لڑکوں کی خاموشی کے پیچھے ہی ان کا اقرار چھپا ہوتا ہے" زاویار دانتوں کی نمائش کرتا بولا،

"تم خاموش رہو زاوی" اموجان کی بات پر زاویار کی بتیسی اندر ہوتے ہی نور کے دانت نظر آنے لگے۔

"مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے اموجان، آپ کی خوشی میں ہی میری خوشی ہے" اس کی بات پر اموجان مسکرائیں جبکہ تاشفین اپنی جگہ چھوڑتا اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے کمرے کی جانب چلا گیا۔

"لگتا ہے لڑکا شرما گیا" زاویار کی بات پر اموجان اور نور ہنستے ہوئے ناشتہ کرنے لگیں۔

ماضی:-

وہ دونوں اس وقت لاؤنج میں بیٹھے اپنا ہوم ورک کرنے میں مصروف تھے، جو کچھ دیر پہلے ہی تاشفین انہیں سمجھا کر گیا تھا۔ وہ دونوں تاشفین کے پاس ہی پڑھتے تھے جبکہ تاشفین اپنے ایف-ایس-سی کے پیپر زدے کر اب رزلٹ کا منتظر تھا۔ وہ پری میڈیکل کا سٹوڈنٹ تھا اور وہ ڈاکٹر عافیہ کی طرح ایک کامیاب اور شفیق ڈاکٹر بننا چاہتا تھا۔

نور اپنا کام ختم کرتے زاویار کی جانب دیکھنے لگی جو کاپی پر جھکا لکھنے میں مصروف تھا۔ نور نے اپنے بیگ کی ایک زپ کھولتے خاموشی سے ایک چاکلیٹ باہر نکالی کہ کہیں زاویار کو اس کی خبر نہ ہو جائے مگر ریپر کھلنے کی آواز پر زاویار کے کان کھڑے ہو گئے اور وہ اپنا سر اٹھاتے اس کی جانب دیکھنے لگا، اسکی نظر خود پر پڑتی دیکھ کر نور نے فوراً وہ چاکلیٹ اپنے پیچھے چھپالی،

"کیا چھپا رہی ہو نور؟" وہ نور کے قریب آتا بولا،

"کچھ بھی نہیں" نور معصومیت سے مسکرائی،

"نور جھوٹ مت بولو" زاویار اس کے پیچھے جاتا دیکھنے لگا، جس پر چار و نہ چار نور کو وہ چاکلیٹ اسے دکھانی پڑی،

"یہ میری دوست نے مجھے دی تھی" وہ چاکلیٹ واپس اپنے بیگ میں ڈالنے لگی، جبکہ زاویار کی نظریں اس چاکلیٹ پر تھیں

"لاؤ نور مجھے دو چاکلیٹ" زاویار چاکلیٹ اسے کھینچتا بولا،

"یہ میری چاکلیٹ ہے زاوی" نور چلائی مگر زاویار اس کے ہاتھ سے چاکلیٹ لے چکا تھا۔

"اب یہ میری ہو چکی ہے" وہ چاکلیٹ اپنے ہاتھ میں لہراتا بولا، جس پر نور نے اپنی آنکھوں میں آئے آنسو صاف کیے اور اپنی جگہ سے اٹھتی زاویار کے قریب جاتے اس کے بال کھینچنے لگی،

"آہ، آہ، آہ، نور میرے بال چھوڑو" وہ چیخ رہا تھا۔

"پہلے مجھے میری چاکلیٹ دو" نور بھی بضد تھی۔ان دونوں کا شور سنتے تاشفین جو اس وقت کمرے میں کمپیوٹر کے سامنے بیٹھا تھا، بھاگتا ہوا باہر آیا۔

"یہ کیا کر رہے ہو تم دونوں؟" وہ ان کے قریب آتا بولا، اسکی آواز سنتے نور فوراً زاویار کے بال چھوڑ چکی تھی۔

"بھائی، زاوی میری چاکلیٹ نہیں دے رہا" نور کے آنسو فوراً بہنے لگے،

"زاویار!" تاشفین نے زاویار کی جانب دیکھتے کہا جو اپنے بال سہلا رہا تھا۔

"اس نے مجھے مارا بھی تھا، بھائی" نور نے موقع کا فائدہ اٹھاتے جھوٹ بولا اور چاکلیٹ اٹھاتے اپنے بیگ میں ڈال لی۔

"یہ جھوٹ بول رہی ہے بھائی، میں نے اسے نہیں مارا" زاویار نور کو گھورتا بولا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ نور تاشفین کی لاڈلی ہے اور وہ اس کے باتوں پر فوراً یقین کر لیتا ہے۔

www.novelsclubb.com

"بہت بری بات ہے زاویار، میں تم دونوں کو ہوم ورک دے کر گیا تھا، وہ مکمل ہو گیا؟"اس کے سوال پر نور فورا بولی،

"جی بھائی میرا ہو گیا پر زاوی کا ابھی رہتا ہے"نور نے اپنی کامیابی کے ساتھ زاویار کی ناکامی بتانا ضروری سمجھا،

"ٹھیک ہے نور تم اپنا بیگ اٹھاؤ اور میرے ساتھ اندر چلو، زاویار تم بھی اپنا کام جلدی مکمل کرو"وہ یہ کہتا اٹھ کھڑا ہوا جبکہ نور نے اپنا بیگ اٹھاتے، زاویار کو زبان چڑائی اور تاشفین کے پیچھے چلی گئی۔

"جھوٹی نہ ہو تو"زاویار بڑبڑاتا ہوا دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

نور تاشفین کے کمرے میں جاتے، اپنی چاکلیٹ کھانے لگی جبکہ تاشفین کمپیوٹر کے سامنے بیٹھا اس وقت اپنے رزلٹ کا منتظر تھا۔اس نے بہت محنت کی تھی اور اسکی محنت کا پھل اسے کچھ دیر میں ملنے والا تھا۔وہ اس وقت متفکر چہرہ لیے، کیبورڈ پر انگلیاں چلا رہا تھا کہ کچھ ثانیے بعد سکرین پر اس کی مارک شیٹ ظاہر

ہوئی۔متفکر چہرہ خوشی سے چمکنے لگا،اس نے اپنی ایف-ایس-سی میں ٪95 سکور کیا تھا۔اس کے چہرے پر خوشی ہی خوشی تھی۔وہ فوراوہاں سے اٹھتاامو جان کے کمرے کی جانب چلا گیا،جہاں اس وقت امو جان کے ساتھ سبرینہ بھی موجود تھی۔یہ خوشی کی خبر وہ سب سے پہلے ان دونوں کو سنانا چاہتا تھا۔

حال:-

آج موسم کافی خوشگوار تھا،آسمان پر بادلوں کا بسیرہ تھا۔بارش کی ننھی ننھی بوندیں فضا کومزید خوشگوار بنارہی تھیں۔وہ اپنی شفٹ آف ہوتے اب گھر کے لیے نکلا تھا۔اسے آس پاس موجود ہر شے خوبصورت محسوس ہورہی تھی کیونکہ اس کے دل کا موسم بہت خوشگوار تھا۔مسکراہٹ اس کے لبوں سے جدا نہیں ہو رہی تھی۔وہ گاڑی ڈرائیو کرتا اس وقت ایک ہی انسان کو سوچ رہا تھا۔اس کے حواسوں پر اس وقت وہ سیاہ آنکھوں والی لڑکی چھائی تھی۔پہلے پہل تو وہ اس کے

لیے اپنی بدلتی کیفیات پر حیران ہوتا مگر گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ اپنے دل میں اس کے لیے پیدا ہوتے جذبات اسے خوشی دینے لگے تھے۔پہلے وہ اس سے ہوئی ہر ملاقات کو محض اتفاق سمجھتا تھا مگر اب وہ ان ملاقاتوں کو قدرت کا کیا گیا فیصلہ مانتا تھا اور کل سبرینہ بیگم کی کی گئی باتیں اسے اندر تک سرشار کر گئی تھیں۔ جس لڑکی کو وہ پسند کرتا تھا اس کی ماں نے بھی اس کے لیے اسی لڑکی کا انتخاب کیا تھا۔وہ بہت خوش تھا کہ اس کی خواہش اور چاہت اور پوری ہونے جا رہی ہے۔ انہی سوچوں میں اس نے کب گاڑی کا رخ کورٹ کی جانب موڑ لیا اسے معلوم ہی نہ ہو سکا۔ کچھ دیر بعد وہ اپنی گاڑی کورٹ کے سامنے پارک کرتا باہر آیا۔وہ اس وقت سیاہ پینٹ کے ساتھ سفید شرٹ پہنے ہوا تھا، شرٹ پر پہنی سیاہ لیدر کی جیکٹ اس پر جچ رہی تھی۔ چہرے پہ سجی خوبصورت مسکراہٹ اسے مزید وجیہہ بنا رہی تھی۔اس کا ارادہ آبرو سے ملنے کا تھا یا اسے دور سے دیکھنے کا اسے خود معلوم نہ تھا۔وہ قدم اٹھاتا اندر داخل ہوا، اس نے نظریں ادھر ادھر گھماتے اسے تلاشنا چاہا

www.novelsclubb.com

مگر وہ اسے کہیں دکھائی نہ دی۔ وہ قدم اٹھاتا مزید آگے بڑھا کہ اچانک دائیں جانب دیکھتے اس کے دل کی مراد پوری ہوئی، وہ سامنے کھڑی کسی دوسرے وکیل سے محو گفتگو تھی۔ سفید شلوار قمیض پر پہنا سیاہ کوٹ، پونی میں بندھے بال، نفاست سے لیا دوپٹہ، نجانے کیوں آج وہ اسے بہت خوبصورت لگی تھی۔ کسی بات جب وہ مسکرائی تو اس کے گالوں میں پڑتے ڈمپل پر تاشفین کو اپنی دھڑکن ایک دم تیز ہوتی محسوس ہوئی۔ اسے فوراً اپنی پوزیشن کا احساس ہوا کہ وہ کورٹ کے بیچ و بیچ کھڑا ایک وکیل کو دیکھنے میں مصروف ہے مگر وہ ابھی اسی سوچ میں گم تھا کہ اسے اپنے کندھے پر کسی کا ہاتھ محسوس ہوا، وہ تیزی سے پلٹا، پیچھے زاویار کھڑا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ کیسے بھول گیا تھا کہ زاویار بھی تو یہیں پر ہوتا ہے!

"ڈاکٹر صاحب آپ یہاں! سب خیر ہے؟" وہ کچھ دیر پہلے تاشفین کی نگاہوں کا مرکز دیکھ چکا تھا، اس لیے اپنے دانتوں کی نمائش کرتا بولا،

"ہاں۔۔۔ہاں سب خیریت ہے، وہ میں۔۔۔۔۔میں تم سے ملنے آیا تھا" ایک دم پکڑے جانے پر تاشفین اپنی کنفیوژن میں نجانے کیا بول گیا،

"مجھ سے ملنے! خیر تو ہے بھائی، میری بہت یاد آنے لگی ہے آپ کو!" وہ اس کو چڑاتے ہوئے بولا،

"میرا مطلب تھا کہ۔۔۔میں تمہیں لینے آیا تھا، میں نے سوچا تمہارا ابھی آف ہو گیا ہو گا تو میں تمہیں اپنے ساتھ لے جاؤں گا" وہ یہ بات کہتے زاویار کو مزید بات کرنے کا موقع دے گیا۔

"بھائی کچھ تو گڑبڑ ہے۔۔۔شاید آپ بھول گئے ہیں کہ میرے پاس ایک عدد بائیک ہے جس پر میں روز کورٹ آتا جاتا ہوں" وہ مسکراتا ہوا بولا، اس کی بات پر تاشفین اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ادھر ادھر دیکھنے لگا،

"آئیں بھائی آپ کو چائے پلاؤں، آپ کی طبیعت کچھ ناساز لگ رہی ہے" وہ اپنا ہاتھ تاشفین کے دل کے مقام پر رکھتا بولا اور اسے اپنے ساتھ لیے اپنے کمرے

کی جانب بڑھنے لگا۔ جاتے جاتے تاشفین نے ایک بار پھر پیچھے مڑ کر دیکھا، مگر اب "وہ" وہاں موجود نہ تھی۔

وہ دونوں اس وقت زاویار کے کمرے میں بیٹھے چائے پی رہے تھے کہ اچانک ان کی سماعت سے شور کی آواز ٹکرائی، وہ دونوں اٹھتے باہر آئے۔ جہاں کچھ فاصلے پر لوگوں کا ایک ہجوم جمع تھا۔ وہ آگے بڑھتے قریب گئے، اس مجمعے کے درمیان ایک عورت اور ایک مرد موجود تھے۔ وہ عورت رو رہی تھی جبکہ مرد کے چہرے پر غصہ ہی غصہ تھا۔

"میرا بیٹا مجھے واپس کر دو، تمہیں خدا کا واسطہ ہے" وہ عورت روتے ہوئے بولی،

"یہ میرا بیٹا ہے اور یہ میرے پاس ہی رہے گا، تم رکھو اپنی بیٹیاں اپنے پاس!" وہ شخص تنفر سے بولا، جس کی گود میں ایک سال کا بچہ موجود تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں اپنے بچے کے بغیر کیسے رہوں گی، خدا کا واسطہ ہے رحم کرو مجھ پر" وہ عورت گڑگڑا رہی تھی جبکہ اس کے اطراف تین چھوٹی بچیاں سہمی ہوئی کھڑی تھیں۔

"فکر مت کرو، میں تم پر رحم کرتے بہت جلد تمہیں طلاق دے دوں گا" اس شخص کے لہجے میں نفرت تھی۔

"مجھے بس میرا بچہ چاہیے" اس عورت کی رو رو کر ہچکی بندھ چکی تھی،

"میں تمہیں اپنا بیٹا ہرگز نہیں دوں گا" وہ شخص تنفر سے کہتا پلٹا کہ وہ عورت لپکتے ہوئے اس بچے کو پکڑنے لگی جس پر اس شخص نے اپنا ہاتھ اس عورت کو مارنے کے لیے ہوا میں بلند کیا مگر اس کا ہاتھ ہوا میں ہی رک چکا تھا اور روکنے والی آبرو تھی۔

"دور ہٹو" وہ اونچی آواز میں بولی، جس پر وہ آدمی دو قدم پیچھے ہٹا،

"میری کلائنٹ سے دور رہو اور آئندہ اس پر ہاتھ اٹھانے سے پہلے ایک بار سوچ لینا کہ اگر تمہارا باپ تمہاری ماں پر اس طرح ہاتھ اٹھاتا تو تمہیں کیسا محسوس ہوتا" آبرو انگلی اٹھائے اسے وارن کرتی بولی،

"اور آپ سب یہاں کھڑے تماشہ دیکھ رہے ہیں! جائیں یہاں سے" آبرو آس پاس کھڑے لوگوں کی جانب اشارہ کرتی بولی، ہجوم آہستہ آہستہ چھٹنے لگا۔ آبرو اب ان دونوں میاں بیوی کی جانب دیکھتے ان سے بات کر رہی تھی۔

"ابھی بھی وقت ہے بھائی، ایک بار پھر سوچ لیں" زاویار نے تاشفین کی جانب دیکھتے کہا جو آنکھوں میں ستائش لیے کچھ دور کھڑی آبرو کو دیکھ رہا تھا، اس کی بات پر اس نے سوالیہ نظروں سے زاویار کی جانب دیکھا،

"میرا مطلب ہے کہ بھابھی کافی دبنگ ہیں، کسی بھی بات پر ذرا سا غصہ آجائے تو پیٹ دیتی ہیں" اس کی بات پر تاشفین مسکرایا، اس کی آنکھوں میں چمک تھی۔

"ایسے کام کیے ہی کیوں جائیں جو اسے غصہ دلائیں "تاشفین کی اس بات پر زاویار فوراً بولا،

"واہ جی واہ ! یعنی پوری تیاری ہے زن مریدی کی !"اس کی اس بات پر تاشقین ہنسنے لگا۔وہ بہت کم ایسے کھل کر ہنستا تھا۔زاویار نے آج کافی عرصے بعد اس کے چہرے پر ایسی خوشی دیکھی تھی اور دل ہی دل میں اس کی دائمی خوشی کی دعا کی تھی۔

"یہیں رکیے گا ڈاکٹر صاحب، میں بس ابھی آیا" وہ یہ کہتا اپنے کمرے کی جانب بھاگ گیا جبکہ تاشفین آبرو کی جانب دیکھنے لگا، وہ اس وقت ایک وکیل اور اس عورت کے ہمراہ کھڑی تھی۔وہ چند ثانیے اسے ایسے ہی دیکھتا رہا، وہ دن بہ دن اس کے دل میں اپنا مقام بلند کرتی جا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ڈاکٹر صاحب اگر بھابھی کو تاڑ لیا ہو تو چلیں" زاویار کی آواز پر وہ اس کی جانب پلٹا، جو اپنی بات کہتا اسے باہر آنے کا اشارہ کرتا جا چکا تھا جبکہ تاشفین سر جھٹکتے مسکرایا اور آبرو پر ایک آخری نظر ڈالتے باہر کی جانب چل پڑا۔

ماضی:-

سبرینہ اس وقت اموجان کے کمرے میں موجود تھی۔اموجان کی طبیعت پچھلے ایک ہفتے سے دوبارہ بگڑنے لگی تھی۔وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی انہیں ہاسپٹل سے لائی تھی۔

"سبرینہ میرا وقت اب قریب آچکا ہے" سبرینہ جوان کو سوپ پلا رہی تھی،ان کی اس بات پر ایک دم چونکی،

"اموجان یہ آپ کیسی باتیں کر رہی ہیں؟" وہ متفکر ہوئی،

www.novelsclubb.com

"یہی سچ ہے سبرینہ اب میرے پاس زیادہ وقت باقی نہیں رہا" ان کی آواز دھیمی اور بوجھل تھی۔

"ایسی باتیں مت کریں اموجان، آپ ٹھیک ہو جائیں گی" سبرینہ کے لہجے میں نمی گھلنے لگی،

"سبرینہ میری ایک بات غور سے سنو" وہ سبرینہ کی جانب دیکھتی بولیں،

"جی اموجان کہیں" اس نے سوپ کا باؤل ٹیبل پر رکھتے، اموجان کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھام لیا،

"تاشفین کو سب سچ بتادو" یہ بات سنتے سبرینہ کے ہاتھوں کی گرفت ایک دم ڈھیلی ہوئی، چہرہ ساکت ہو گیا۔

"تم پہلے ہی بہت دیر کر چکی ہوں سبرینہ، مزید دیر مت کرو، تاشفین اب جوان ہو چکا ہے، بہتر یہی ہے کہ یہ بات اسے تم خود بتادو اگر اسے یہ حقیقت کہیں

www.novelsclubb.com

اور سے معلوم ہوئی تو وہ تم سے متنفر ہو جائے گا" ان کی بات پر سبرینہ ان کی جانب دیکھتے بولنے لگی،

"اموجان اگر وہ حقیقت مجھ سے بھی جان لے گا، تو وہ تب بھی مجھ سے بدگمان ہو جائے گا"

"مگر تم حقیقت کب تک چھپاؤ گی سبرینہ، ایک نہ ایک دن تو سچ سامنے آنا ہے نہ، تم ماں ہو سبرینہ اسے پاس بٹھاتے پیار سے ساری سچائی بتاؤ گی تو وہ بدگمان نہیں ہو گا، اگر ہو بھی جائے گا تو بدگمانی وقتی ہو گی، مزید دیر مت کرو سبرینہ، تم۔۔۔۔۔۔"

"مگر اموجان میں اسے کیسے بتاؤں کہ اس کا باپ مرا نہیں زندہ ہے اور وہ اپنے بیٹے کے وجود سے بے خبر ہے اور اسے اس سے بے خبر رکھنے والی اس کی اپنی ماں ہے" وہ رندھی ہوئی آواز میں بولی، اس نے اموجان کے چہرے کی جانب دیکھا

www.novelsclubb.com

جو ساکت ہو چکا تھا۔ وہ ان کی نظروں کے تعاقب میں دیکھنے ہی والی تھی کہ اموجان کے لب ہلے،

"تاشفین بیٹا" سبرینہ کو لگا کہ اس کمرے کی چھت اس کے سر پر آ گری ہو، وہ جس چیز سے دور بھاگ رہی تھی وہ اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔ اس نے پلٹتے تاشفین کو دیکھا، جس کے چہرے پر چھائے تاثرات، آنکھوں میں پھیلی بدگمانی، سبرینہ کو بہت کچھ سمجھانے کے لیے کافی تھی۔

"تا۔۔۔تاشفین۔۔۔۔" وہ بولتی بیڈ سے اٹھنے ہی لگی تھی کہ تاشفین نفی میں سر ہلاتا بھاگ گیا۔ سبرینہ بھی اس کے پیچھے بھاگی مگر اس کے پہنچنے سے پہلے ہی تاشفین خود کو اپنے کمرے میں بند کر چکا تھا۔

"تاشفین۔۔تاشفین بیٹا دروازہ کھولو" سبرینہ روتے ہوئے دروازہ بجا رہی تھی۔

"ایک بار میری پوری بات سن لو بیٹا" اسے روتا دیکھ کر زاویار اور نور بھی اس کے قریب آ گئے۔

"دروازہ کھولو بیٹا، ایسے بدگمان مت ہو، تمہاری بدگمانی تمہاری ماں برداشت نہیں کر پائے گی" وہ روتے ہوئے دروازہ پیٹ رہی تھی، اسے روتا دیکھ کر نور بھی رونے لگی، اتنے میں اموجان آہستہ آہستہ قدم اٹھاتیں ان کے پاس آئیں،

"اموجان، اموجان آپ اسے کہیں نہ کہ دروازہ کھولے" وہ روتے ہوئے ان کے قریب آئی، جس پر وہ اسے اپنے ساتھ لگائے بولیں،

"سبرینہ، صبر کرو، اسے کچھ وقت دو، میں خود اس سے بات کروں گی" اموجان کی بات پر سبرینہ بولنے لگی،

"اموجان میں اس کی ناراضگی نہیں سہہ سکتی، اسے کہیں کہ صرف ایک بار میری بات سن لے" وہ بلک بلک کر رو رہی تھی جبکہ اموجان کی آنکھوں میں بھی آنسو جھلملانے لگے، انہیں اسی بات کا تو ڈر تھا۔

"میرے ساتھ آؤ سبرینہ "وہ بچوں کو بھی اپنے قریب آنے کا اشارہ کرتے بولیں،

"مگر اموجان۔۔۔۔"

"سبرینہ میں نے کہا نہ میرے ساتھ آؤ"وہ اسے ساتھ لیے اپنے کمرے کی جانب چلی گئیں،زاویار اور نور بھی ان کے ساتھ چلے گئے جبکہ کمرے میں موجود 18 سالہ تاشفین اس وقت آنسوؤں سے رو رہا تھا۔وہ اپنی زندگی کی اتنی بڑی حقیقت سے بے خبر تھا۔اس نے اپنی ساری زندگی اپنے باپ کے ہوتے ہوئے یتیمی میں گزاری،اپنی عمر کا ایک حصہ وہ اپنے باپ کی شفقت کو ترستا رہا،اس کے پیار کے لیے بے چین رہا اور سب سے تکلیف دہ بات تو یہ تھی کہ ان سب کی ذمہ دار اس کی اپنی ماں تھی!

زندگی میں پہلی بار اس کا دل بہت بری طرح ٹوٹا تھا،وہ گھٹنوں میں سر دیے پھوٹ پھوٹ کر رو رہا ہے۔

وہ اس وقت اپنے کمرے میں بیڈ پر نیم دراز تھی، کانوں میں ہینڈ فری لگائے وہ آنکھیں بند کیے مزے سے گانے سن رہی تھی۔ گہرے سبز رنگ کی شلوار قمیض پہنے، وہ دوپٹے سے بے نیاز لیٹی تھی۔ بالوں کو کھلا چھوڑ رکھا تھا۔اصباح اور آبرو کے کمرے میں داخل ہونے کو وہ محسوس نہ کر پائی جبکہ دوسری جانب وہ دونوں اسے دیکھ کر ایک دوسرے کی جانب دیکھتی مسکرائیں۔اصباح نے آگے بڑھتے موبائل پر چلتے گانے کو روک دیا۔اچانک گانے کی آواز رک جانے پر رتبہ نے آنکھیں کھولیں اور ان دونوں کو سامنے دیکھتے فوراً اٹھ بیٹھی۔

www.novelsclubb.com

"تم لوگ کب آئے؟" وہ ہینڈ فری کانوں سے نکالتی بولی،

"جب تم مزے سے گانے سن رہی تھی" آبرو کی بات پر اصباح بھی بولنے لگی،

"آبرو تم بھی رتبہ سے سیکھ لو کہ چھٹی کے مزے کیسے لیے جاتے ہیں" اصباح کی بات پر رتبہ اپنے بال جھٹکتے مسکرائی،

"مجال ہے جو یہ چھٹی کے دن بھی کبھی میرے ساتھ گھر کے کاموں میں مدد کروادے" وہ آبرو کی جانب دیکھتے شکوہ کر رہی تھی جبکہ رتبہ اس کی بات کو ان سنا کرتے اپنا موبائل اٹھانے لگی،

"ویسے تو یہ پورا پورا دن یونیورسٹی ہوتی ہے، تو گھر کے کاموں سے اس کی جان چھوٹ جاتی ہے مگر چھٹی کا دن بھی محترمہ اپنے کمرے میں گزارتی ہیں تا کہ کوئی کام نہ کرنا پڑ جائے" اصباح آبرو کو رتبہ کی شکایتیں لگا رہی تھی، ان دونوں کو باتوں میں مصروف دیکھتے رتبہ نے اپنا موبائل خاموشی سے سائیڈ ٹیبل کے دراز میں ڈال دیا، وہ انجان تھی کہ اس کی یہ حرکت آبرو کی نظروں سے چھپ نہیں سکی۔ جب اصباح رتبہ کی تمام شکایتیں لگا چکی، تو رتبہ نے اسے مخاطب کیا،

"میری شان میں اور کچھ کہنا چاہیں گی آپ" وہ طنزیہ انداز میں بولی، جس پر اصباح کے کچھ کہنے سے پہلے آبرو بول پڑی،

"رتبہ مجھے دومنٹ کے لیے اپنا موبائل دینا" آبرو کی اس بات پر رتبہ کے چہرے کا رنگ ایک دم فق ہوا،

"رتبہ میں تم سے کہہ رہی ہوں" اس کے چہرے کی اڑے رنگ آبرو کی سوچ کو پختہ کر گئے، رتبہ نے سست روی سے آگے بڑھتے اپنا موبائل دراز سے نکالا اور آبرو کی جانب بڑھا دیا کیونکہ اب اس کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہ تھا۔

"یہ کس کا موبائل ہے رتبہ؟" آبرو لہجے میں سختی لیے گویا ہوئی،

"میرا موبائل ہے یہ" رتبہ نے اپنے چہرے کے تاثرات کو نارمل کرتے کہا،

www.novelsclubb.com

"جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے یہ تمہارا موبائل نہیں ہے رتبہ، تمہارا موبائل۔۔۔۔۔"

"یہ میرا نیا موبائل ہے" رتبہ آبرو کی بات کاٹتی بولی جبکہ اصباح سنجیدگی سے ان دونوں کی باتیں سن رہی تھی۔

"اور یہ نیا موبائل کہاں سے آیا ہے؟" آبرو نیا کے لفظ پر زور دیتی بولی،

"میری دوست نے مجھے گفٹ کیا ہے" رتبہ کی بات پر آبرو استہزائیہ ہنسی،

"یہ گفٹ یقیناً امل نے دیا ہوگا" آبرو کی بات کے جواب میں رتبہ اپنا لہجہ مضبوط کرتے بولنے لگی،

"نہیں امل نے نہیں سعدیہ نے دیا ہے" وہ جھوٹ بول رہی تھی یہ موبائل اسے امل نے ہی دیا تھا۔

"اس نے دیا اور تم نے لے لیا!" آبرو کا لہجہ مزید سخت ہوگیا،

"تو میں اور کیا کرتی آبرو، میں اسے۔۔۔۔۔"

"تم اسے منع کر دیتی" آبرو رتبہ کی بات کاٹتی بولی،

"آبرو کسی کے تحفے کو انکار کرنے کا مطلب تم جانتی ہو" وہ منمنائی،

"میں نے تمہیں بہت بار سمجھایا ہے رتبہ کہ کسی سے اتنے مہنگے تحفے تحائف مت لیا کرو مگر تم باز نہیں آتی" آبرو لمحے بھر کو رکی،

"بہت بار تمہیں سمجھایا ہے کہ دوست اپنے جیسے،اپنی کلاس کے بنایا کرو مگر تم پتہ نہیں کب سمجھو گی" آبرو کے لہجے میں تاسف تھا۔وہ پہلے بھی بہت بار رتبہ کو روک چکی تھی مگر رتبہ ہمیشہ اسے مایوس کرتی تھی۔اس کی تمام دوستوں کا تعلق اپر کلاس سے تھا۔

"مگر آبرو دوست تو دوست ہوتا ہے،کلاس سے کیا فرق پڑتا ہے؟"

"بہت فرق پڑتا ہے رتبہ، دو لوگ جن کا رہن سہن، سوچ، خیالات، کلاس یہ سب میل نہ کھاتے ہوں، ان کے درمیان قائم کیا گیا کوئی بھی رشتہ کامیاب نہیں ہوتا" آبرو کی بات پر اصباح نے بھی اثبات میں سر ہلاتے اس کی بات کی حمایت کی،

"مگر آبرو۔۔۔"

"اگر مگر کچھ نہیں رتبہ، تم یہ موبائل کل ہی اسے واپس کرو گی" آبرو کی بات پر رتبہ فوراً بولی،

"تم کیسی باتیں کر رہی ہو آبرو، وہ میرے بارے میں کیا سوچے گی؟" رتبہ کی آواز بلند تھی،

"جو بھی سوچے، تم کل اسے یہ واپس کرو گی" آبرو کا لہجہ اٹل تھا۔

"آبرو وہ مجھ سے ناراض ہو جائے گی، میں کیسے۔۔۔"

"رتبہ میں نے ایک بار کہہ دیا نہ"آبرو کے لہجے میں غصہ تھا۔رتبہ خاموش ہوتے اثبات میں سر ہلا گئی مگر وہ دل ہی دل میں ارادہ کر چکی تھی کہ وہ یہ موبائل کسی صورت امل کو واپس نہیں کرے گی۔آبرو مزید کوئی بات کیے بغیر کمرے سے چلی گئی جبکہ اصباح نے رتبہ کو مخاطب کیا،

"رتبہ تم کب باز آؤ گی؟آبرو پہلے بھی تمہیں کتنی بار سمجھا چکی ہے مگر۔۔۔۔"

"مجھے اکیلا چھوڑ دو اصباح"رتبہ نے تیزی سے اس کی بات کاٹی،

"رتبہ میری بات۔۔۔۔"

"میں ہی یہاں سے چلی جاتی ہوں"وہ اس کی بات دوبارہ کاٹتے بیڈ سے اٹھی اور کمرے سے چلی گئی جبکہ پیچھے بیٹھی اصباح تاسف بھری نگاہوں سے اسے دیکھتی رہی۔

ماضی:-

سبرینہ کا رورو کر براحال ہو چکا تھا۔وہ تاشفین کے پاس جانا چاہتی تھی مگر امو جان اسے روکے ہوئے تھیں۔کچھ دیر بعد وہ سبرینہ کو کچھ سمجھاتے دوسرے کمرے میں بھیج چکی تھیں۔ان کی ٹانگوں کا درد بڑھتا جارہا تھا،وہ تھوڑا سا بھی چلنے کے بعد ایسے ہی اپنی ٹانگیں بے جان محسوس کرتی تھیں۔اب وہ پاس بیٹھے زاویار سے مخاطب تھیں،

"زاوی بیٹا جاؤ بھائی کو بلا کر لاؤ"زاویار ان کی بات سنتا بھاگتا ہوا گیا مگر تاشفین نے اس کے دروازہ بجانے اور امو جان کے پیغام پر کوئی جواب نہ دیا۔وہ ابھی دروازہ ہی بجا رہا تھا کہ نور بھی اس کے ساتھ آتے دروازہ بجاتے رونے لگی،

"بھائی،بھائی،آپ پلیز باہر آجائیں،امی بہت رو رہی ہیں"وہ خود بھی رو رہی تھی،اس کی آواز اور بات پر تاشفین کا دل ایک دم بے چین ہوا۔اس کی ماں جس

کی آنکھ میں ایک آنسو بھی وہ برداشت نہیں کر پاتا تھا، آج اس کے رونے کا سبب وہ خود بنا تھا مگر دوسری جانب دماغ میں فوراً اپنا مدعہ بیان کیا کہ اس کی ماں ہی اس کی ساری محرومیوں کی ذمہ دار ہے، اس کی قصوروار ہے۔ دل اور دماغ کی جنگ میں چند لمحوں بعد جیت دل کی ہوئی۔ اس نے دروازہ کھولا، جس پر نور فوراً بھاگتے ہوئے اس کے گلے لگ گئے۔

"بھائی، بھائی آپ امی کو چپ کروائیں نہ وہ بہت رو رہی ہیں" وہ روتے ہوئے بولی، جس پر تاشفین نے اس کے آنسو صاف کرتے اسے اپنے ساتھ لگایا جبکہ زاویار نے ایک بار پھر اموجان کا پیغام دہرایا، جس پر وہ اثبات میں سر ہلاتا اموجان کے کمرے کی جانب چل پڑا۔ اموجان کے کمرے میں پہنچتے اموجان نے زاویار اور نور کو سبرینہ کے پاس بھیج دیا اور تاشفین کو مخاطب کیا،

"تاشفین بیٹا ادھر آؤ میرے پاس بیٹھو" وہ اسے اپنے قریب بلاتی بولیں۔ تاشفین قدم اٹھاتا ان کے قریب گیا۔

"میں تمہیں شروع سے لے کر آخر تک ہر ایک بات بتاؤں گی،اس کے بعد تمہارا جو بھی فیصلہ ہو گا وہ ہمیں منظور ہو گا مگر۔۔۔"وہ رکیں،

"ایک بات یاد رکھنا بیٹا،تمہاری ماں نے اپنی زندگی میں بہت اذیتیں سہی ہیں،ہر قدم پر ٹھوکریں کھائی ہیں،دھوکے کھائے ہیں مگر اتنی تکالیف کے بعد بھی اگر آج وہ زندہ ہے تو صرف تمہارے لیے۔اس نے اپنی زندگی کی ساری خواہشات،خوشیاں تم پر قربان کی ہیں بیٹا"ان کی بات پر تاشفین بولنے لگا،

"مگر اموجان وہ جھوٹی ہیں،انہوں نے میری زندگی کا اتنا بڑا سچ،اتنی بڑی حقیقت مجھ سے چھپائی،میرا باپ۔۔۔۔"اس کی آواز رندھ چکی تھی۔اموجان نے اسے اپنے ساتھ لگایا،وہ آج بھی ان کے لیے وہی آٹھ سالہ تاشفین تھا۔

"تمہارے سارے شکوے جائز ہیں بیٹا مگر پہلے تحمل سے میری پوری بات سنو"وہ یہ کہتے بولنے لگیں اور سبرینہ کی فیضی سے ہوئی پہلی ملاقات سے لے کر

آج تک ہوا ہر واقعہ اس کے گوش کہہ گزارا جبکہ سامنے بیٹھے تاشفین کے چہرے پر بہت سے تاثر ابھرے، جن میں افسوس، خوشی اور غصہ شامل تھے۔

"اب فیصلہ تمہارا ہے تاشفین کہ تم بھی اپنی ماں کو اذیت دینا چاہتے ہو جیسے اسے تمہارے باپ اور زمانے نے دی تھی یا اس کے گلے لگتے اس کے سارے دکھ خود سمیٹ لینا چاہتے ہو" ان کی بات پر تاشفین نے اپنی سرخ ہوتی آنکھیں اٹھاتے ان کی جانب دیکھا،

"امی کہاں ہیں؟" اس کی بات پر اموجان مسکرائیں، انہیں معلوم تھا کہ تاشفین کے سینے میں دھڑکتا دل بہت نرم ہے، وہ زیادہ دیر کسی سے بھی ناراض نہیں رہ سکتا جبکہ اب تو مقابل اس کی ماں تھی۔ اموجان کے اشارہ کرنے پر وہ دوسرے کمرے کی جانب چلا پڑا، جہاں سبرینہ بیڈ پر بیٹھی تھی۔ زاویار بھی اس کے پاس بیٹھا تھا جبکہ نور اس کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی۔ تاشفین کو اپنے سامنے دیکھتے سبرینہ کی آنکھیں بھیگنے لگیں،

"مجھے معاف کر دو بیٹا" وہ بیڈ سے اٹھتی بولی، جس پر تاشفین نے آگے بڑھتے اسے اپنے گلے لگالیا۔ وہ قد میں اس سے بڑا تھا۔ وہ سبرینہ کو اپنے ساتھ لگائے نجانے کتنی دیر ایسے ہی کھڑا رہا، وہ دونوں رو رہے تھے اور انکے آنسوؤں کی وجہ صرف ایک ہی شخص تھا "فیضی"!

تاشفین نے نرمی سے سبرینہ کو خود سے الگ کرتے، اس کا ماتھا چوما اور اس کے آنسو صاف کرتا بولنے لگا،

"بس امی اب آپ مزید نہیں روئیں گی" اس کی آواز رندھی ہوئی تھی۔

"مجھے معاف کر دو تاشفین میں نے سب حقیقت تم سے۔۔۔۔" وہ ہاتھ جوڑے کہنے لگی مگر تاشفین اس کے جڑے ہاتھ تھامے بولنے لگا۔

"معافی آپ کو نہیں مجھے مانگنی چاہیے امی، جس نے آپ کی قربانیوں کا یہ صلہ دیا کہ محض ایک بات سنتے آپ سے بدگمان ہو گیا" اس کی بات پر سبرینہ روتے ہوئے بولی،

"نہیں بیٹا! تمہیں معافی مانگنے کی ضرورت نہیں ہے، میں تمہاری گناہ گار۔۔۔۔۔۔۔"

"نہیں امی میری گنہگار آپ نہیں۔۔۔"وہ رکا،

"میرا باپ ہے!"اس کے لہجے میں نفرت تھی،آج پہلی بار اپنے باپ کا سارا سچ جان لینے کے بعد اس کے دل میں اپنے باپ کے لیے صرف ایک ہی جذبہ پیدا ہوا تھا، نفرت!

"مت روئیں امی"وہ سبرینہ کو دوبارہ اپنے ساتھ لگاتا بولا،

"میں آپ کا بیٹا ہوں، صرف آپ کا!"وہ"صرف"کے لفظ پر زور دیتا بولا اور پاس کھڑے زاویار اور نور کو اپنے پاس بلاتے انہیں بھی اپنے ساتھ لگایا۔وہ چاروں ایک ساتھ کھڑے تھے، جبکہ دوسرے کمرے میں موجود ڈاکٹر عافیہ کے چہرے پر ایک آسودہ مسکراہٹ تھی، بلاشبہ وہ ایک فرشتہ صفت عورت تھیں!

چونکہ آج اتوار کا دن تھا تو وہ گھر پر ہی موجود تھا۔ وہ اس وقت لاؤنج میں بیٹھا سکرین کی جانب دیکھ رہا تھا جہاں نیوز اینکر ملک کے بگڑتے مالی حالات کا احوال بیان کر رہے تھے کہ اچانک اس کی سماعت سے موبائل کی آواز ٹکرائی، اس نے گردن موڑتے آس پاس دیکھا، وہ رابعہ بیگم کا موبائل تھا جو سامنے رکھے ٹیبل پر پڑا تھا، جس پر اس وقت صالحہ بیگم کی کال آرہی تھی اور رابعہ بیگم یقیناً اس وقت اپنے کمرے میں تھیں۔ اس نے ہاتھ آگے بڑھاتے فون اٹھایا اور کال اٹینڈ کر لی،

"السلام علیکم پھپھو" دوسری جانب سے آتی آواز پر اس کے لب بے ساختہ مسکراہٹ میں ڈھلے، وہ اس کی آواز پہچان چکا تھا۔

"وعلیکم السلام" آفاق کی آواز سنتے دوسری جانب موجود اصباح کو گویا سانپ سونگھ گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہیلو، ہیلو۔۔۔۔" دوبارہ دوسری جانب سے کوئی آواز نہ آنے پر آفاق بولا جبکہ دوسری جانب اصباح بولنے کے لیے الفاظ تلاش کر رہی تھی۔ آفاق کو معلوم تھا کہ وہ لائن پر موجود ہے مگر بولنے سے کترا رہی ہے۔

"ہیلو اصباح!" اس بار آفاق کے منہ سے اپنا نام سنتے، اصباح کی کنفیوژن میں مزید اضافہ ہوا،

"وہ امی پھپھو سے بات کرنا چاہ رہی ہیں آپ امی سے بات کر لیں" اس نے ایک ہی سانس میں پورا جملہ کہتے فون جلدی سے صالحہ بیگم کو پکڑا دیا، اس کی اس حرکت پر آفاق دوبارہ مسکرایا، وہ خود اپنی مسکراہٹ سے انجان تھا۔ صالحہ بیگم سے کچھ لمحے بات کرتے وہ قدم اٹھاتا رابعہ بیگم کے کمرے کی جانب چلا گیا اور فون انہیں پکڑاتے واپس آ گیا اسے ابھی لاؤنج میں بیٹھے کچھ منٹ ہی گزرے تھے کہ رابعہ بیگم اس کے پاس آ بیٹھیں۔

"یہ تم چھٹی والے دن بھی کن کاموں میں مصروف رہتے ہو آفاق، کبھی مجھے بھی وقت دے دیا کرو، دو گھڑی مجھ سے بھی بات کر لیا کرو" ان کے اس گلے پر آفاق نے پہلے سکرین پر لگی خبروں کو بند کیا اور پھر اپنا رخ رابعہ بیگم کی جانب کرتا کہنے لگا،

"امی میرا سارا وقت آپ کا ہی تو ہے، آپ بتائیں کیا بات کرنی ہے آپ کو "وہ مسکراتے ہوئے بولا، اس کی بات پر رابعہ بیگم اس کی جانب دیکھتے کہنے لگیں،

"اب تم اپنے بارے میں سوچو آفاق" انکی بات پر آفاق کے چہرے پر الجھن ابھری، جس پر رابعہ بیگم نے اپنے پاس رکھی چند تصاویر نکالتے آفاق کی جانب بڑھائیں،

"یہ تصاویر دیکھو" آفاق نے سوالیہ نگاہوں سے رابعہ بیگم کی جانب دیکھا،

"میں تمہارے لیے لڑکی ڈھونڈ رہی ہوں آفاق، میں چاہتی ہوں کہ اب میں تمہارے اور مہمل کے فرض سے سبکدوش ہو جاؤں"

"مگر امی۔۔۔۔"

"آفاق میں اس بار تمہارا انکار نہیں سنوں گی، یہ تصاویر لو اور مجھے بتاؤ کہ تمہیں ان میں سے کون سی لڑکی پسند ہے" وہ تصاویر اس کے ہاتھ میں پکڑاتی بولیں، جس پر آفاق نے ایک سرسری نظر ان تصاویر پر ڈالتے، انہیں واپس رابعہ بیگم کی جانب بڑھا دیا۔

"مجھے کوئی بھی پسند نہیں امی" اس کی بات پر رابعہ بیگم خفگی سے بولیں،

"کیوں کیا برائی ہے ان میں؟"

"کوئی برائی نہیں ہے امی مگر میری پسند ایسی نہیں ہے"

"تو پھر تم ہی بتادو کہ تمہاری پسند کیسی ہے" رابعہ بیگم غصے سے بولیں، اس سے پہلے کہ آفاق کچھ بولتا رابعہ بیگم بولنے لگیں،

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آفاق اگر تمہیں کوئی لڑکی پسند ہے تو مجھے بتاؤ میں اس کے گھر رشتہ لے جاؤں گی" ان کی بات پر آفاق فوراً بولنے لگا،

"نہیں امی ایسی کوئی بات نہیں ہے، میرا مطلب ہر گز یہ نہیں تھا، آپ کی پسند ہی میری پسند ہے" اس کی اس بات پر رابعہ بیگم کے چہرے پر اطمینان ٹھہرا،

"اگر ایسی بات ہے تو پھر مجھے تمہارے لیے ایک لڑکی پسند ہے، اگر تمہیں کوئی اعتراض نہ ہو تو میں تمہارے لیے بات کروں" رابعہ بیگم کی بات پر آفاق بے اختیار بولا،

"کون؟" رابعہ بیگم کے کچھ کہنے سے پہلے مہمل جو کچھ فاصلے پر کھڑی ان دونوں کی باتیں سن رہی تھی بول پڑی،

"اِصباح" اس کی آواز پر وہ دونوں اس کی جانب متوجہ ہوئے جبکہ رابعہ بیگم مسکراتے ہوئے بولنے لگیں،

"ہاں آفاق مجھے اصباح تمہارے لیے بہت پسند ہے، اگر تمہیں کوئی اعتراض نہ ہو تو میں صالحہ سے بات کروں؟"ان کی بات پر آفاق کے ذہن کے پردے پر بے اختیار اصباح سے ہوئی ملاقاتیں لہرانے لگیں، وہ اپنے دل کی کیفیات پر حیران تھا۔

"آفاق اس بار انکار مت کرنا!"رابعہ بیگم کے لہجے میں چھپے اصرار پر وہ بولنے لگا،

"امی مجھے سوچنے کے لیے کچھ وقت چاہیے"اس کی اس بات پر رابعہ بیگم بولنے لگیں،

"ٹھیک ہے آفاق مگر اس بار انکار مت کرنا"وہ دوبارہ اپنی بات دہراتیں اپنے کمرے کی جانب چلی گئی جبکہ پیچھے کھڑی مہمل آفاق کے قریب آئی،

"ویسے بھائی ایک بات کہوں"اس کی بات پر آفاق نے اسکی جانب دیکھتے اثبات میں سر ہلایا،

"آپ کی اور "رم جھم"، میرا مطلب اصباح کی جوڑی بہت اچھی لگے گی" وہ یہ کہتے بھاگتی ہوئی رابعہ بیگم کے پیچھے چلی گئی، جبکہ پیچھے کھڑا آفاق اس کی بات پر مسکرایا اور پھر اپنی اس مسکراہٹ پر حیران ہوا۔اس کے دماغ میں اس وقت سوچوں کا ایک الجھا ہوا جال موجود تھا جسے جلد ہی سلجھاتے اسے فیصلہ کرنا تھا۔

اس نے دلیہ باؤل میں ڈالتے باؤل ٹرے میں رکھا اور اپنا رخ اموجان کے کمرے کی جانب کیا۔اموجان کی طبیعت پچھلے دو ماہ سے شدید خراب تھی۔علاج کے باوجود بھی ان کی طبیعت سنبھل نہیں پا رہی تھی۔سبرینہ ان کے لیے بہت پریشان رہتی تھی۔اس نے لاؤنج سے گزرتے سامنے لگی گھڑی پر نظر ڈالی، دو بج چکے تھے۔زاویار اور نور سکول سے واپس آنے ہی والے تھے۔تاشفین کا ایڈمیشن ایک میڈیکل یونیورسٹی میں ہو چکا تھ۔

اس نے کمرے میں داخل ہوتے نگاہ سامنے بیڈ پر لیٹی اموجان پر ڈالی، جو بیڈ پر آنکھیں موندے نیم دراز تھیں۔ان کے ہاتھ میں تسبیح موجود تھی۔ سبرینہ مسکراتے ہوئے آگے بڑھتے ان کے قریب گئی،

"اموجان"اس نے نرمی سے پکارتے ٹرے سائیڈ ٹیبل پر رکھی مگر اس کی پکار کے جواب میں اموجان خاموش رہیں۔

"اموجان،اٹھ جائیں! میں آپ کے لیے دلیہ لائی ہوں"اس کے دوبارہ پکارنے پر بھی جب اموجان کے وجود میں کوئی جنبش نہ ہوئی تو سبرینہ پریشان ہو گئی،وہ ان کی جانب پلٹتے انہیں اٹھانے لگی،

"اموجان،اموجان!"وہ مسلسل انہیں پکار رہی تھی مگر اموجان کا وجود ساکت تھا کہ اچانک سبرینہ کے حرکت دینے پر ان کا تسبیح والا ہاتھ ایک طرف ڈھلک گیا۔ سبرینہ کے ہاتھ پاؤں پھولنے لگے،وہ تیز دھڑکتے دل کے ساتھ آگے

بڑھتے ان کی نبض دیکھنے لگی۔صد شکر کہ ان کی نبض چل رہی تھی مگر رفتار بہت کم تھی۔وہ تیزی سے باہر بھاگی اور اپنا موبائل اٹھاتے کسی کو کال ملانے لگی۔

کچھ دیر بعد وہ ہاسپٹل کے کاریڈور میں موجود تھی۔ادھر سے ادھر چکر لگاتے وہ بار بار اپنے آنسو صاف کر رہی تھی۔ڈاکٹر عافیہ کو ہارٹ اٹیک آیا تھا۔وہ روتے ہوئے مسلسل ان کی صحتیابی کے لیے دعا مانگ رہی تھی۔اتنے میں اسے ایک جانب سے تاشفین،زاویار اور نور آتے دکھائی دیے۔نور اور زاویار یونیفارم میں تھے جبکہ تاشفین نے اس وقت سیاہ جینز کے ساتھ آف وائٹ شرٹ پہن رکھی تھی۔وہ تیزی سے اس کے قریب آئے،نور فوراً سبرینہ سے لپٹ گئی جبکہ زاویار اور تاشفین بھی اس کے پاس ہی کھڑے تھے۔

"امو جان کے لیے دعا کرو بیٹا" سبرینہ روتے ہوئے نور کو خود سے لگائے ان دنوں کی جانب دیکھتے بولی کہ اتنے میں آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹرز باہر آئے۔وہ تیزی سے ان کے قریب گئے،ان کے کچھ کہنے سے پہلے ڈاکٹر بولنے لگے،

"مریض کی جان خطرے سے باہر ہے مگر ان کے دل کا ایک وال بند ہو چکا ہے، ہمیں ان کا آپریشن کرنا ہو گا مگر وہ آپریشن کے لیے ابھی بہت کمزور ہیں" ڈاکٹر کی بات پر سبرینہ بولی،

"کیا ہم ابھی ان سے مل سکتے ہیں؟" سبرینہ کے سوال پر ڈاکٹر اس کی جانب دیکھتے بولنے لگے،

"ہاں مل سکتے ہیں مگر کوشش کیجئے گا کہ انہیں کسی بھی قسم کی پریشانی سے دور رکھیں" ڈاکٹر یہ کہتے وہاں سے چلے گئے جبکہ وہ چاروں اندر داخل ہوئے۔

سامنے اموجان نیم وا آنکھوں سے انہیں دیکھتی مسکرائیں، ان کے قریب جانے پر سبرینہ ان کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لیتے چومنے لگے۔

"سبرینہ!" ان کی پکار پر وہ ان کی جانب متوجہ ہوئی،

"جی اموجان "نور بھی سبرینہ کے ساتھ کھڑی تھی جبکہ تاشفین اور زاویار اموجان کے بیڈ کے دوسری جانب کھڑے تھے۔

"میرا وقت اب آچکا ہے سبرینہ "وہ لفظ توڑ توڑ کر ادا کر رہی تھیں۔

"ایسی باتیں مت کریں اموجان، اللہ آپ کو میری عمر بھی لگا دے "سبرینہ کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔

"تم نے میرا بہت ساتھ دیا ہے سبرینہ، میں تمہاری بہت شکر گزار ہوں۔۔۔۔۔۔اگر تم نہ ہوتی۔۔۔۔تو میں ان بچوں کو کیسے پالتی!"وہ لڑکھڑاتے لہجے میں رک رک کر بول رہی تھیں۔

"میں آپ کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوں اموجان اگر آپ نہ ہوتیں تو میں آج زندہ ہی نہ ہوتی "سبرینہ کی بات پر اموجان کے چہرے پر افسردہ مسکراہٹ در آئی،

"جان لینے اور دینے والی ذات صرف اللہ کی ہے سبرینہ ،اس میں میرا کوئی کمال نہیں "ایک آنسو ان کی آنکھ سے نکلتا ان کے رخسار پر آگیا۔

"میرے پاس اب زیادہ وقت نہیں رہا سبرینہ میں جلد صائم اور حلیمہ سے جا ملوں گی"

"اللہ کا واسطہ ہے اموجان ایسی باتیں مت کریں "سبرینہ کے رونے پر نور جو پہلے ہی رو رہی تھی ،اس کے آنسوؤں میں مزید روانی آگئی جبکہ زاویار کا چہرہ بھی بھیگنے لگا۔ساتھ کھڑا اتا شفین بھی آنکھوں میں آنسو لیے خود پر ضبط کیے ہوئے تھا۔

"بچو میرے پاس آؤ "وہ بمشکل اپنے ہاتھ سے انہیں اشارہ کرتی بولیں ،ان کی بات پر وہ سب ان کے قریب آگئے۔

"اپنا اور اپنی ماں کا خیال رکھنا "وہ رکیں ،ان سب کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

"تاشفین اپنی ماں کو کبھی کوئی دکھ مت دینا" ان کی سانس اکھڑنے لگی تھی، تاشفین نے اپنے آنسو صاف کرتے اثبات میں سر ہلایا اور انہیں مخاطب کیا،

"آپ فکر مت کریں امو جان، میں امی کا خیال رکھوں گا، آپ کو کچھ نہیں ہوگا امو جان" اس نے یہ کہتے جھکتے ہوئے ان کے ماتھے کو چوما،

"آج سے یہی۔۔۔۔ تم سب کی امو جان ہے" ان کے سینے میں بائیں جانب شدید درد اٹھنے لگا، تکلیف کے اثار ان کے چہرے سے واضح تھے۔

"ہمیشہ ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور اتفاق سے رہنا، کبھی ایک دوسرے کا دل مت دکھانا" وہ سینے پر بائیں جانب ہاتھ رکھتی کہہ رہی تھیں، ان کی اکھڑتی سانسیں دیکھتے، سبرینہ نے تاشفین کو مخاطب کیا،

"تاشفین۔۔۔ تاشفین جلدی سے ڈاکٹر کو بلاؤ" تاشفین بھاگتا ہوا باہر گیا،

"سبرینہ۔۔۔۔۔۔تم سے میرا کوئی خونی رشتہ نہ تھا۔۔۔۔۔۔مگر تم میری اولاد کے بعد مجھے اس دنیا میں سب سے۔۔۔۔۔زیادہ عزیز ہو۔۔۔۔۔۔اپنا خیال رکھنا اور۔۔۔۔۔۔۔"ان کی آنکھیں بند ہونے لگیں،

"مجھے بھول مت جانا۔۔۔۔۔"وہ افسردہ مسکراہٹ لیے آنکھیں موند چکی تھیں۔

ای-سی-جی مونیٹر پر نظر آتی سیدھی لائن اس بات کی گواہ تھی کہ ایک فرشتہ صفت روح اس دنیا سے کوچ کر گئی ہے۔سبرینہ ان کے سینے پر سر رکھے رونے لگی،وہ آج ایک بار پھر یتیم ہو گئی تھی۔وہ اس کی ماں تھیں جنھوں نے اسے تب سنبھالا تھا جب وہ پوری دنیا سے ٹھوکریں کھاتے دربدر ہو رہی تھی،اس نے اپنا سر اٹھاتے ان کا ماتھا چوما،اس کے آنسو ان کے رخسار پر گرے۔اتنے میں ڈاکٹرز آ چکے تھے۔ڈاکٹر عافیہ کو دوبارہ ہارٹ اٹیک ہوا تھا،جو ان کے لیے جان لیوا ثابت ہوا تھا۔وہ چاروں دوبارہ کاریڈور میں کھڑے تھے،ان سب کی آنکھوں سے آنسو

رواں تھے۔ آج ان سب کا بہت بڑا نقصان ہوا تھا۔ وہ چاروں پہلے بھی یتیم تھے مگر آج ایک بار پھر یتیم ہو گئے تھے۔

ڈاکٹر عافیہ کی تدفین کے وقت تاشفین کو ان کو لحد میں اتارنا اس دنیا کا سب سے مشکل کام لگا تھا جبکہ وہ گھر اب ان سب کو سونا سنا محسوس ہوتا تھا۔ کچھ سال تو وہ اس گھر میں ہی رہے مگر پھر سبرینہ نے تاشفین کی ڈگری مکمل ہونے پر لاہور شفٹ ہونے کا فیصلہ کیا۔ جس دن تاشفین کو اپنی ڈگری ملی تھی، اس دن اسے امو جان بہت شدت سے یاد آئی تھیں کہ کاش امو جان زندہ ہوتیں تو وہ دیکھتیں کہ وہ ان کے نقش قدم پر چلتا آج اس مقام پر جا پہنچا ہے۔ سبرینہ آج بھی جب ٹرسٹ میں موجود اپنے آفس میں جاتی، تو اپنی کرسی کے سامنے لگی امو جان کی تصویر کو دیکھتے اس کی آنکھیں بھیگ جاتیں، وہ ان کے احسانات کا بدلہ چاہ کر بھی اپنی زندگی میں ادا نہیں کر سکتی تھی۔ ان کے احسانات نے ہی سبرینہ کو فرش سے عرش تک پہنچایا تھا۔ وہ اس کی محسن اور دوسری ماں تھیں!

www.novelsclubb.com

وہ اس وقت کورٹ میں موجود تھی،اس نے ٹیبل پر پڑھا اپنا بیگ اٹھایا اور اپنا موبائل اس میں ڈالتے باہر کے جانب قدم بڑھانے لگی،اس کے لبوں پر ایک مسکراہٹ تھی۔سرشاری کی! اطمینان کی! شکر کی!

آج رشناء کے کیس کی پہلی پیشی تھی،جس میں وہ کامیاب ٹھہری تھی۔سارے ثبوت،دلائل،حقائق رشناء کے حق میں تھے۔اسے پورا یقین تھا کہ اگلی پیشی میں فیصلہ رشناء کے حق میں ہی سنایا جائے گا۔اس کی آنکھوں کے سامنے ابھی بھی رشناء کا چہرہ تھا،جو آج بہت خوش تھی۔اس کی اولاد اسے واپس ملنے کی خبر نے اسے زندگی کی نوید سنائی تھی۔

پاکستان کے قوانین میں موجود چائلڈ کسٹڈی لاء کے مطابق طلاق کے بعد اولاد کا فیصلہ ماں کے حق میں ہی کیا جاتا ہے یعنی قانون کے مطابق جب تک بیٹے کی عمر سات سال سے کم ہو گی،اسے ماں کی تحویل میں دے دیا جائے گا اور بیٹی کے

بالغ ہونے تک اسے ماں کی سپرد کر دیا جاتا ہے۔جب بیٹا سات سال کا ہو جائے اور بیٹی بالغ ہو جائے تو فیصلہ ان بچوں کی رضامندی پر ہی کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی زندگی اپنے والدین میں سے کس کے ساتھ گزارنا چاہتے ہیں۔

وہ قدم اٹھاتی ابھی پارکنگ ایریا کے قریب ہی پہنچی تھی کہ اس کا فون بجنے لگا،اس نے اپنا بیگ کھولتے اپنا موبائل نکالا،وہ ایک انجان نمبر تھا۔آبرو نے کال اٹینڈ کرتے فون کان کو لگایا،

"ہیلو"آبرو کی آواز پر دوسری جانب سے بھی آواز آنے لگی،

"تم باز نہیں آئی نہ!"نجانے کیسے پر آبرو وہ آواز پہچان گئی تھی،وہ شاہزین لاشاری تھا۔

"بہت سمجھایا تھا تمہیں کہ اس کیس دور رہو مگر تم بہت ضدی ثابت ہوئی ہو"اس کی بات کے جواب میں آبرو بولنے لگی،

"تو پھر تو تمہیں اندازہ ہو گیا ہو گا کہ میں اپنی زبان کی کتنی پکی ہوں" آبرو کی بات پر دوسری جانب سے شاہزین کی ہنسنے کی آواز آئی،

"اندازہ تو اب تمہیں ہو گا کہ میں بھی اپنی زبان کا کتنا پکا ہوں" اس کی بات پر آبرو نے ایک نگاہ آس پاس ڈالی کہ شاہزین کی آواز دوبارہ اس کی سماعت سے ٹکرائی،

"چلو تمہیں ایک اور بار وارننگ دیتا ہوں، ابھی بھی وقت ہے پیچھے ہٹ جاؤ، دوسری پیشی سے پہلے اس کیس کو چھوڑ دو" اس کی بات پر آبرو مسکرائی،

"میں نے اُس دن بھی تم سے کہا تھا اور آج بھی کہے دیتی ہوں کہ میں یہ کیس واپس نہیں لوں گی" اس کی بات پر دوسری جانب شاہزین کے ماتھے پر بل نمودار ہوئے،

"تو ٹھیک ہے پھر اپنی ضد کا انجام بھگتو" یہ کہتے وہ فون کاٹ چکا تھا۔

"ایڈیٹ !" آبرو نے یہ کہتے فون واپس اپنے بیگ میں ڈال دیا مگر ابھی اس نے دو قدم ہی آگے بڑھائے تھے کہ اسے ایک بائیک اپنی جانب آتی محسوس ہوئی، جس پر دو نقاب پوش سوار تھے۔اس سے پہلے کہ آبرو کچھ سمجھ پاتی وہ بائیک اس کے قریب آئی، پیچھے بیٹھے آدمی نے ریوالور نکالتے آبرو پر فائر کیے اور بائیک لمحوں میں نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ایک گولی آبرو کے بائیں بازو میں لگی تھی جبکہ دوسری گولی اس کے بازو کو چھو کر گزری تھی۔تکلیف کی شدت سے وہ زمین پر بیٹھتی چلی گئی،اس کا بیگ بھی زمین پر گر چکا تھا۔

لوگ بھاگتے ہوئے اس کی جانب آئے، کچھ لوگوں نے بائیک کا پیچھا کرنے کی کوشش بھی کی مگر وہ بائیک ان کی پہنچ سے بہت دور جا چکی تھی۔آبرو اپنا دایاں ہاتھ بائیں بازو پر رکھتے خون روکنے کی کوشش کر رہی تھی مگر تکلیف بڑھتی جا رہی تھی۔لوگ اس کے قریب آ چکے تھے۔کچھ لوگ ایمبولنس کو کال کرنے لگے، درد کی شدت سے آبرو کی آنکھیں بند ہونے لگی تھیں،اس کے آس پاس موجود لوگ

www.novelsclubb.com

اسے ہوش دلا رہے تھے مگر کچھ لمحے بعد وہ درد کی تاب نہ لاتے ہوئے بے ہوش ہو گئی۔

کورٹ کے اندر بھی ہلچل مچ چکی تھی۔زاویار بھی اس وقت وہیں موجود تھا۔اس نے گیٹ کے قریب آتے پارکنگ ایریا کی جانب دیکھا جہاں اس وقت لوگوں کا ہجوم جمع تھا۔ایمبولنس کے ہارن پر سب اس جانب متوجہ ہوئے۔زاویار نے اپنے پاس کھڑے وکیل کو مخاطب کیا،

"ہارون کیا ہوا ہے؟"اس کے مخاطب کرنے پر ہارون اس کی جانب متوجہ ہوا،

""گولی لگی ہے یار!

"کیسے؟"زاویار نے فوراً سوال کیا،

www.novelsclubb.com

"وہ وکیل ہے نہ آبرو صدیقی جس کے کیس کی آج پیشی بھی تھی، دو موٹر سائیکل سواروں نے اس پر فائرنگ کی ہے" زاویار کا دماغ بھک سے اڑا، وہ بھاگتا ہوا اس ہجوم کے پاس گیا مگر ایمبولنس آبرو کو لے جا چکی تھی۔اس کے دماغ میں اچانک ایک خیال آیا اور وہ اپنا موبائل نکالتے تیز تیز انگلیاں چلانے لگا۔کچھ لمحے بعد وہ ایک نمبر ڈائل کر رہا تھا، سکرین پر جگمگاتا نام "تاشفین" کا تھا۔

وہ لوگ اس وقت ہاسپٹل کے کاریڈور میں موجود تھے۔صالحہ بیگم اور رتبہ اس وقت دیوار کے ساتھ لگے بینچ پر بیٹھی تھیں۔صالحہ بیگم کا رو رو کر برا حال تھا۔ان سے کچھ فاصلے پر زاویار دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے، دونوں ہاتھ سینے پر باندھے دیوار کی جانب دیکھ رہا تھا۔اس کا چہرہ بہت سنجیدہ تھا جبکہ کچھ فاصلے پر تاشفین کھڑا تھا، جس کے چہرے کے تاثرات بہت سنجیدہ اور متفکر تھے۔آبرو اس وقت آپریشن تھیٹر میں تھی۔

www.novelsclubb.com

"میری بچی!" صالحہ بیگم روتے ہوئے مسلسل اسے پکار رہی تھیں۔تاشفین قدم اٹھاتاان کے قریب آیا،

"آنٹی آپ پریشان مت ہوں، گولی آبرو کے بازو میں لگی ہے، خطرے کی کوئی بات نہیں، آپ مت روئیں ورنہ آپ کی طبیعت بھی بگڑ جائے گی" تاشفین ان کو تسلی دیتا بولا کہ زاویار بھی چلتا ہوا،ان کے قریب آیا،

"بھائی ٹھیک کہہ رہے ہیں آنٹی، آپ پریشان مت ہوں سب ٹھیک ہو جائے گا" زاویار کی بات پر رتبہ نے اس کی جانب دیکھا،اس نے آج پہلی بار اسے اتنا سنجیدہ دیکھا تھا۔خود پر کسی کی نظریں محسوس کرتے زاویار نے بھی رتبہ کی جانب دیکھا مگر دونوں کی نظر ملتے ہی رتبہ نظریں جھکا گئی۔اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی، رتبہ کی نظر دائیں جانب سے آتے اشعر پر پڑی، جو تیزی سے اسی جانب آ رہا تھا۔اس نے انکے قریب پہنچتے سب کو سلام کیا اور صالحہ بیگم کو مخاطب کیا،

"چچی جان آبرو کیسی ہے؟ وہ ٹھیک تو ہے نہ؟ کہاں ہے وہ؟" وہ چہرے پر فکر کے تاثرات سجائے، ایک ہی سانس میں سب سوال کر گیا مگر اس سے پہلے کہ صالحہ بیگم اسے کوئی جواب دیتیں، آپریشن تھیٹر کا دروازہ کھلا اور ڈاکٹرز باہر آئے، وہ سب تیزی سے ان کی جانب بڑھے،

"ڈاکٹر صاحب میری بیٹی ٹھیک تو ہے نہ؟" صالحہ بیگم روتے ہوئے پوچھ رہی تھیں۔

"پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے، ان کے بازو میں لگی گولی ہم نکال چکے ہیں، اب وہ خطرے سے باہر ہیں" ڈاکٹر کی بات پر وہاں موجود ہر ایک کے دل پر سکون ہوئے،

"کیا ہم ان سے مل سکتے ہیں؟" رتبہ کے سوال پر ڈاکٹر دوبارہ بولے،

www.novelsclubb.com

"جی مل سکتے ہیں مگر کوشش کیجیے گا کہ ان کے پاس زیادہ رش نہ ہو" ڈاکٹر یہ کہتے وہاں سے چلے گئے۔ صالحہ بیگم نے اپنا آنسوؤں سے تر چہرہ صاف کرتے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اشعر نے انہیں مخاطب کیا،

"چچی جان میں آبرو سے مل لوں؟" اس کے سوال پر تاشفین نے حیرت سے اشعر کی جانب دیکھا،

"ہاں بیٹا جاؤ پہلے تم مل لو" ان کے جواب پر اشعر قدم اٹھاتا اندر داخل ہو گیا مگر پیچھے کھڑے زاویار اور تاشفین نے حیرت سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا، ان دونوں کے دماغ میں اس وقت یہی سوال گونج رہا تھا کہ "یہ آخر کون ہے؟"

"آنٹی یہ کون ہے؟" زاویار دماغ میں آئے سوال کو صالحہ بیگم سے پوچھ بیٹھا یہ جانے بغیر کہ ان کا جواب اس کے اور تاشفین کے لیے بہت بھاری ثابت ہونے والا ہے۔

www.novelsclubb.com

"بیٹا یہ ان کے تایا کا بیٹا ہے اشعر اور آبرو کا شوہر بھی !" ان کے جواب پر زاویار کو حیرت کا جھٹکا لگا جبکہ ان کے پیچھے کھڑے تاشفین کو لگا، جیسے اس کا دھڑکتا دل تھم گیا ہو، اسے سانس لینے میں دشواری ہونے لگی،

"آبرو کا شوہر !" زاویار کے ناسمجھی سے پوچھنے پر صالحہ بیگم دوبارہ بولیں،

"ہاں بیٹا، آبرو اس کی منکوحہ ہے" صالحہ بیگم کی بات پر تاشفین کو اب مزید وہاں کھڑا ہونا مشکل لگنے لگا، وہ ان سے ایکسکیوز کرتا وہاں سے چلا گیا جبکہ زاویار افسردہ نظروں سے اسے تب تک دیکھتا رہا جب تک وہ اس کی نظروں سے اوجھل نہیں ہو گیا۔ اس کے بھائی کی خوشیاں اتنی مختصر تھیں اسے معلوم نہ تھا!

وہ قدم اٹھاتا آگے بڑھ رہا تھا، ہاتھ میں بائیک کی چابی پکڑے وہ لاؤنج میں داخل ہوا۔ اس کے چہرے کے تاثرات اس وقت بہت سنجیدہ تھے۔ اسے سامنے

www.novelsclubb.com

ہی نور اور سبرینہ بیٹھی نظر آئیں۔زاویار پر نظر پڑتے،وہ دونوں تیزی سے اس کے قریب آئیں،

"اب کیسی ہے آبرو؟"ان کے سوال پر زاویار نے ان کی جانب دیکھا،وہ پہلے ہی فون پر انہیں سارے معاملے سے باخبر کر چکا تھا۔

"بہتر ہے"اس نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"خطرے کی تو کوئی بات نہیں ہے نہ زاویار"سبرینہ کے دوبارہ پوچھنے پر وہ انہیں جواب دیتا بولا،

"نہیں اموجان خطرے کی کوئی بات نہیں"اس کی بات پر سبرینہ مطمئن ہوئی،

"میں آبرو کی عیادت کے لیے جانا چاہ رہی تھی،تم۔۔۔۔۔۔"

"نہیں اموجان آج رہنے دیں، کل انہیں ہاسپٹل سے ڈسچارج کر دیں گے، پھر آپ ایک ہی بار گھر جا کر ان کی عیادت کر لیجئے گا" زاویار سبرینہ کی بات کاٹتا بولا، جس پر سبرینہ نے اثبات میں سر ہلایا۔ زاویار کے چہرے پر چھائے تاثرات دیکھتے سبرینہ کو کسی گڑبڑ کا احساس ہوا پر اس سے پہلے کہ وہ خود کچھ پوچھتی، زاویار کے سوال پر وہ اسکی جانب متوجہ ہوئی،

"اموجان آپ کو صالحہ آنٹی نے آبرو کے بارے میں کچھ بتایا تھا؟" اس کے سوال پر سبرینہ حیران ہوئی،

"کیا مطلب؟ کیا بتانا تھا؟ تم کس بارے میں بات کر رہے ہو؟" سبرینہ کے سوالات پر زاویار نے گہری سانس لی، یقیناً صالحہ بیگم نے اموجان سے آبرو کے نکاح کا ذکر نہیں کیا ہو گا تبھی تو وہ تاشفین کے لیے آبرو کو پسند کیے بیٹھی تھیں۔

"یہی کہ آبرو کا نکاح اپنے تایازاد سے ہو چکا ہے" زاویار کی بات پر سبرینہ کو حیرت کا جھٹکا لگا۔

"کیا؟"نور کی آواز پر اس نے انکی جانب دیکھا،

"مگر تمہیں یہ کیسے پتہ چلا؟"نور کے بولنے پر زاویار بولنے لگا،

"آج آبرو کا شوہر بھی ہاسپٹل آیا تھا،وہیں مجھے اس بات کا علم ہوا"اس کے لہجے میں چھپی افسردگی سبرینہ باآسانی محسوس کر سکتی تھی۔اسنے فوراز اویار کو مخاطب کیا،

"تاشفین کو بھی۔۔۔۔"سبرہنہ کی بات ابھی ادھوری تھی کہ زاویار نے اس کی جانب دیکھتے اثبات میں سر ہلایا۔سبرینہ کو فوراتاشفین کی فکر ہوئی،

"تاشفین ٹھیک ہے نہ؟زاویار"سبرینہ کے سوال پر زاویار صوفے کی پشت سے ٹیک لگاتا بولا،

"جی امی وہ ٹھیک ہیں"اس کے لہجے کی افسردگی سبرینہ کو بہت کچھ سمجھا چکی تھی۔

سبرینہ کو فوراً اپنی جلد بازی پر افسوس ہوا کہ اس نے صالحہ سے بات کیے بغیر تاشفین سے بات کر ڈالی تھی پر اگر وہ بات نہ بھی کرتی تو تاشفین تو پہلے ہی آبرو کو پسند کرتا تھا۔ سبرینہ بوجھل ہوتے دماغ کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے کمرے کی جانب چل پڑی۔ وہ اپنے بیٹے کی خوشیوں کا سوچ رہی تھی مگر قدرت کو شاید کچھ اور ہی منظور تھا۔

اے زندگی تجھے کیا کہوں

میرے ساتھ تونے کیا کیا

جہاں آس کا کوئی دیا نہیں

مجھے اس نگر پہنچادیا

نہ میں بڑھ سکوں، نہ میں رک سکوں

www.novelsclubb.com

نہ ہی دل کی بات سمجھ سکوں

نہ کسی کو کچھ بھی کہہ سکوں

تجھے کیا کہوں تو کیا کیا

مجھے منزلوں کی خبر تو دی

مگر راستوں کو الجھا دیا

اے زندگی تجھے کیا پتا

یہاں کس نے کس کو گنوا دیا

www.novelsclubb.com

وہ اپنے آفس میں بیٹھا سامنے پڑے پیپر پیڈ پر مسلسل پین چلا رہا تھا۔ وہ ہمیشہ شدید پریشانی کے عالم میں یہی کرتا تھا اور آج تو اس کا دل ٹوٹا تھا!

آج زندگی میں دوسری بار ایک راز آشکار ہونے پر اس کا دل اتنی شدت سے ٹوٹا تھا کہ اسے سنبھلنے کے لیے کچھ وقت درکار تھا۔اس کے دل کی دھڑکن معمول سے بہت تیز تھی۔وہ افسردہ تھا کہ آخر اس کے ساتھ ہی ایسا کیوں ہوا!

کیوں اسے اُس لڑکی سے محبت ہوئی جو اسے حاصل نہیں ہو سکتی تھی!

کیوں اس کی ماں نے بھی اس کا انتخاب کیا جو کسی اور کا مقدر تھی!

اس کی مختصر سی خوشیاں اب ختم ہو چکی تھیں،زندگی میں آئے مسرت کے لمحے رخ موڑ چکے تھے۔اس نے پین زور سے بند کرتے ٹیبل پر رکھا اور کرسی سے ٹیک لگاتے آنکھیں انکھیں موندلیں کہ اچانک اس کی بند آنکھوں کے سامنے ڈاکٹر عافیہ کا چہرہ نمودار ہوا اور کانوں میں ان کی آواز گونجنے لگی،

"تاشفین بیٹا میری ایک بات ہمیشہ یادرکھنا!انسان کے مقدر میں اگر کوئی چیز یا انسان نہ لکھا ہو تو اسکے لاکھ چاہنے کے باوجود بھی وہ اسے حاصل نہیں ہو سکتا پر

اگر کوئی چیز اس انسان کے نصیب سے جڑی ہو تو وہ ہر حال میں اسے حاصل ہو جاتی ہے"

اس نے جھٹ سے اپنی آنکھیں کھولیں، اموجان کا چہرہ غائب ہو گیا۔ اسے یاد تھا کہ یہ بات اموجان نے اسے میڈیکل کالج کے انٹری ٹیسٹ سے ایک دن پہلے کہی تھی۔ وہ مسکرایا، مسکراہٹ افسردہ تھی!

شاید آبرو اس کے نصیب میں نہ تھی تبھی تو اس کا حصول اسکے لیے ناممکن تھا۔ دل نے ایک دم شکوہ کیا کہ اگر وہ اس کا نصیب نہ تھی تو کیوں اس کے دل میں اس کے لیے محبت جیسا پاکیزہ جذبہ پیدا ہوا، کیوں وہ بار بار اس کی نظروں کے سامنے آتے اسے بے بس کر دیا کرتی تھی۔ آخر ہمیشہ اس کے ساتھ ہی ایسا ہوتا ہے کہ خوشیاں اس کی چوکھٹ پر دستک دیتے دروازے سے ہی واپس پلٹ جاتی ہیں۔

اس نے ایک بار پھر اپنی آنکھیں بند کیں، اسے دوبارہ اموجان کی آواز اپنے کانوں میں سنائی دینے لگی،

"ہم انسان کتنے عجیب ہیں نہ تاشفین، رب سے شکوہ کرتے وقت اس کی کی گئی ساری عنایات بھول جاتے ہیں"

وہ آنکھیں کھولتے ایک بار پھر مسکرایا مگر اس بار اسکی مسکراہٹ افسردہ نہ تھی۔

وہ اپنے رب کے ہر فیصلے پر راضی تھا، وہ ان بے شمار عنایات کو کیسے فراموش کر سکتا تھا جو اس کے رب نے اس پر کی تھیں۔ وہ اسکے رب کی ذات ہی تھی جس نے اسے عزت، مقام، مرتبہ عطا کیا تھا۔ وہ اپنے نصیب میں لکھے ہر فیصلے پر راضی تھا۔ وہ چہرے پر مسکراہٹ لیے کھڑا ہوا کہ اموجان کی آواز پھر اس کے کانوں میں رس گھولنے لگی،

"جب جب انسان کا دل ٹوٹتا ہے نہ تو اسے سب سے پہلے اپنا خالق یاد آتا ہے" اس نے آنکھیں بند کیں تو سامنے اموجان کا چہرہ نظر آیا۔ دل میں سکون ہی سکون بھر گیا۔ آنکھیں کھولتے وہ اب کافی بہتر محسوس کر رہا تھا۔ وہ چہرے پر آسودہ

مسکراہٹ سجائے، قدم اٹھاتا باہر کی جانب چل پڑا، اب اس کا ارادہ اپنے پیشے سے منسلک فرائض نبھانا تھا۔

رتبہ نے چولہے کی آگ بند کرتے، چائے کا برتن اتارا اور چائے پاس پڑے کپس میں ڈالنے لگی۔ چائے کپس میں ڈالتے، اس نے ٹرے میں رکھی بسکٹس کی پلیٹ کے ساتھ دونوں کپس رکھ دیے اور ٹرے اٹھائے باہر کی جانب چل پڑی۔ باہر اس وقت زاویار اور سبرینہ آئے تھے۔ لاؤنج میں پہنچتے اس نے ٹرے ٹیبل پر رکھی اور ایک نظر لوئنج میں بیٹھے تمام نفوس پر ڈالتے واپس آگئی۔ آبرو بھی کچھ دیر پہلے ہی ان کے پاس آکر بیٹھی تھی۔ اس کی طبیعت کچھ بہتر تھی۔ وہ ہلکے پیلے رنگ کی فراک کے ساتھ، سفید ٹراؤزر پہنے دوپٹہ سر پر لیے سامنے صالحہ بیگم کے ساتھ بیٹھی تھی۔ اس کا رنگ زرد ہو چکا تھا، جیسے سارا خون نچوڑ لیا گیا۔ اس کے کندھے سے کہنی تک پورے بازو پر پٹی بندھی تھی۔ گولی اس کے کندھے کے پاس

www.novelsclubb.com

لگی تھی، جس کی وجہ سے اسے ریکوری میں کافی وقت درکار تھا۔ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ باہر سے آتی بیل کی آواز نے انہیں اپنی جانب متوجہ کیا۔کچھ دیر بعد جلال تایااور صائمہ تائی لاؤنج میں داخل ہوئے۔

وہ سب اس وقت لاؤنج میں بیٹھے تھے۔صالحہ بیگم اور آبرو سامنے رکھے صوفے پر بیٹھی تھیں جبکہ سبرینہ اور زاویاران کے سامنے رکھے دوسرے صوفے پر بیٹھے تھے۔صائمہ تائی سبرینہ کے ساتھ رکھے سنگل صوفے پر بیٹھی تھی۔صالحہ بیگم نے ان سب کا ایک دوسرے سے تعارف کروایا۔سبرینہ نے صائمہ تائی کے چہرے پر چھائے تاثرات دیکھے، جس سے واضح تھا کہ انہیں زبردستی یہاں لایا گیا ہے۔

"اب تمہاری طبیعت کیسی ہے آبرو؟" جلال تایانے آبرو کو مخاطب کیا، جس پر آبرو نے ان کی جانب دیکھتے جواب دیا،

"اب کافی بہتر ہے تایاجان" اس کی آواز سے نقاہت واضح تھی۔

www.novelsclubb.com

"کچھ معلوم ہوا کہ یہ کس نے کروایا ہے؟"ان کا اشارہ فائرنگ کی واردات کی جانب تھا۔جس پر آبرو نے ایک نظر صالحہ بیگم پر ڈالی اور پھر بولنے لگی،

"جی تایا جان! میرے جس کیس کی کل پیشی تھی،اسی کے مخالفین میں سے کسی نے کروایا ہے"وہ یہ کہتے خاموش ہوگئی جبکہ جلال تایا بولنے لگے،

"میں اسی لیے وکالت کے حق میں نہیں"ان کی بات پر آبرو نے حیرت سے ان کی جانب دیکھا،یہی حال سبرینہ اور زاویار کا بھی تھا۔

"میں نے پہلے بھی تمہیں کہا تھا کہ یہ نوکری چھوڑ دو مگر تم نے ہماری بات نہیں مانی مگر اب تم مزید یہ نوکری نہیں کروگی"ان کی بات پر آبرو فوراً بولی،

"مگر تایا جان اس طرح تو ان کا مقصد پورا ہو جائے گا،وہ یہی تو چاہتے تھے کہ میں اس حادثے کے بعد گھر بیٹھ جاؤں۔۔۔۔"

"تو کیا مطلب؟ تم اب اپنی جان پر کھیلو گی؟" جلال تایا کے ماتھے پر بل نمودار ہونے لگے،

"تایا جان، جان لینے سے والے سے جان بچانے والی ذات زیادہ بڑی ہے اور اگر ہر کوئی اپنی جان کا سوچ کر ہی پیچھے ہٹتا جائے گا تو مظلوموں کو انصاف کون دلائے گا؟" آبرو کی بات پر جلال تایا لاجواب ہوئے،

"ہونہہ۔۔۔یہ دلائے گی مظلوموں کو انصاف!" صائمہ تائی طنزیہ انداز میں بڑبڑائیں مگران کی یہ بڑابڑاہٹ سبرینہ کے کانوں تک رسائی حاصل کر چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ہم یہ فیصلہ کر چکے ہیں آبرو کہ اب تم مزید نوکری نہیں کرو گی کیونکہ ہم جلد اشعر سے تمہاری رخصتی کی تاریخ طے کرنے والے ہیں" وہ یہ کہتے آبرو کے سر پر بم پھوڑ چکے تھے جبکہ سبرینہ اور زاویاران کے مابین ہونے والی گفتگو اور رویوں کو دیکھ رہے تھے۔

"میں اشعر سے بھی بات کر چکا ہوں، وہ بھی یہی چاہتا ہے کہ شادی کے بعد تم یہ نوکری چھوڑ دو اور ویسے بھی کل پیش آنے والا یہ حادثہ تمہیں قائل کرنے کے لیے کافی ہے"

"مگر تایا جان میں یہ نوکری نہیں چھوڑ سکتی" اس کے الفاظ اٹل مگر لہجہ کمزور تھا۔

"آبرو ہم فیصلہ کر چکے ہیں" جلال تایا سختی سے بولے، جس پر آبرو نے دوبارہ بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ صالحہ بیگم جو اس کے ساتھ بیٹھی تھیں، اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھتے اسے اپنی جانب متوجہ کیا، جس پر آبرو نے فوراً انکی جانب دیکھا۔ وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے خاموش رہنے کا کہہ رہی تھیں، جس پر نا چاہتے ہوئے بھی آبرو خاموش ہو گئی۔ ان دونوں کے درمیان نظروں کا یہ تبادلہ سبرینہ اور زاویار نے بہت غور سے دیکھا تھا۔ لاؤنج میں مکمل خاموشی چھا گئی، جس کو چند ثانیے بعد صالحہ بیگم کی آواز نے توڑا،

"جاؤ آبرو بیٹا، تم آرام کر لو" ان کے کہنے پر آبرو خاموشی سے اٹھتی کمرے میں چلی گئی جبکہ پیچھے بیٹھے زاویار اور سبرینہ کے دماغ میں بہت سے سوال پیدا ہونے لگے کہ آخر ایسی کیا مجبوری تھی کہ صالحہ بیگم نے آبرو کا رشتہ ایسے تنگ نظر لوگوں میں کیا!

رات کا ایک بج چکا تھا، وہ اس وقت اپنے کمرے میں بیڈ پر نیم دراز تھی۔ کھڑکی سے آتی چاند کی روشنی میں اس کا چہرہ دکھائی دے رہا تھا۔ وہ بیڈ کے کراؤن سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے لیٹی تھی کہ اچانک کچھ یاد آنے پر اس نے اپنی آنکھیں کھولیں، اس کی سیاہ آنکھوں کی چمک ماند پڑتی محسوس ہو رہی تھی۔ اس نے بمشکل اپنا ہاتھ آگے بڑھاتے سائیڈ ٹیبل سے اپنا موبائل اٹھایا اور کچھ دیر بعد اسے واپس وہیں رکھ دیا۔ درد اور تکلیف اس کے چہرے سے عیاں تھی۔ اس کی آنکھیں افسردہ تھیں۔ اس نے اپنے بازو پر بندھی پٹی پر ایک نگاہ ڈالی، درد اس

www.novelsclubb.com

جسمانی زخم کا تو نہ تھا! درد تو ان زخموں کا تھا جنہیں لاکھ کوششوں کے باوجود بھی وہ بھول نہیں پاتی تھی۔اشعر اور اس کے گھر والوں سے ہونے والی ہر ملاقات پر اس کے وہ زخم تازہ ہو جاتے۔

اشعر اس سے محبت کا دعویدار تھا مگر آج تک وہ آبرو کے دل میں اپنی جگہ نہیں بنا پایا تھا جس کی وجہ اس کی بزدلی تھی۔اگر وہ واقعی اس سے محبت کرتا تھا تو پھر وہ کیوں اپنے گھر والوں کی نظر میں اس کی عزت بنانے میں ابھی تک ناکام تھا!

کیوں وہ اس کے لیے کوئی بھی فیصلہ خود نہیں کر پاتا تھا!

کیوں وہ ہر بار محبت اور وفا کے وعدے کرتا عزت کو فراموش کر جاتا تھا!

آبرو کے لیے عزت سے بڑھ کر کچھ نہیں تھا۔وہ اپنی پوری زندگی میں عزت کو ہمیشہ محبت پر فوقیت دیتی آئی تھی کیونکہ اس کا ماننا تھا کہ جس محبت میں عزت شامل نہ ہو، وہ محبت کبھی انسان کو سکھ نہیں دیتی!

www.novelsclubb.com

وہ اشعر کی عزت کرتی تھی، مگر محبت نہیں۔ان چار سالوں میں اس نے بہت بار اپنے دل کو سمجھانے کی کوشش کی مگر یہ معاملہ اسے اپنے اختیار سے باہر محسوس ہوتا تھا۔وہ جلال تایا اور صائمہ تائی کی لاکھ زیادتیوں کے باوجود بھی ماضی میں اشعر کے کیے گئے اس احسان کو کبھی فراموش نہیں کر سکتی تھی مگر اب وہ اپنی اور اپنے گھر والوں کی عزت کے معاملے میں کوئی سمجھوتا نہیں کرنا چاہتی تھی کیونکہ اب وہ پہلے سے زیادہ مضبوط تھی۔وہ وہیں اس بیڈ پر بیٹھے بیٹھے ماضی کے ان دریچوں میں کھونے لگی جب اس کی زندگی میں وہ رات آئی تھی، جس نے اس کی زندگی پر گہرا اثر ڈالا تھا، وہ اس رات کو اپنی زندگی سے کبھی نہیں مٹا سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

ماضی:-

آبرو اپنی کہی گئی بات کے مطابق اپنے گھر والوں کو لیے مہینے کے آخر پر وہ گھر چھوڑ کر ایک کرائے کے گھر میں شفٹ ہو گئی تھی۔ان سب کی زندگی میں سکون آ گیا تھا۔روز روز کے طعنوں اور باتوں سے انہیں چھٹکارا حاصل ہو گیا تھا جبکہ

دوسری جانب جلال تایا اپنے منصوبے کی ناکامی پر شدید غصے میں تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ آبرو کی عماد کے بارے میں کہیں گئی ہر بات سچ ہے، وہ اپنی اولاد کو بہت اچھی طرح جانتے تھے۔ عماد کی اس دن گھر واپسی پر جلال تایا نے اسے بہت خوب بے عزت کیا تھا۔ عماد کو معلوم تھا کہ یہ غصہ اس کی بدفعلی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ صرف اپنے نقصان پر تھا۔ جلال تایا حیات صاحب کے آفس سے ملنے والی رقم اپنے کاروبار میں لگا چکے تھے پر اب انہیں اس ساری رقم کا انتظام دوبارہ کرنا پڑا تھا، جس سے انہیں کاروبار میں شدید نقصان کا سامنا ہوا تھا۔

حیات صاحب کا خاندان اب کافی مطمئن اور پر سکون زندگی گزار رہا تھا۔ مہینے میں ایک سے دو بار جلال تایا انہیں فون کرتے، ان کے احوال دریافت کر لیتے پر صائمہ تائی نے ان گزرے دو ماہ میں ایک بار بھی ان سے کسی قسم کا کوئی رابطہ نہ کیا تھا، جس کی وجہ وہ سب جانتی تھیں۔ صائمہ تائی ان سب کے اس گھر سے چلے جانے پر بہت خوش تھیں ان کی دلی مراد پوری ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

یہ جون کے مہینے کی ایک گرم دوپہر تھی۔ عماد مارکیٹ کے سامنے اپنی بائیک پر اپنے دوست کا منتظر تھا کہ اس کی نگاہ کچھ فاصلے پر کھڑی رتبہ اور آبرو پر پڑی جو ہاتھوں میں تھیلے لیے رکشے والے سے بات کر رہی تھیں۔ آبرو کو دیکھتے عماد کے دل میں بدلے کی آگ جلنے لگی، اسے ایک بار پھر وہ دن یاد آیا جب جلال تایا نے اس پر پابندیاں لگاتے اسے بہت بے عزت کیا تھا۔ آبرو اس کی بے عزتی کی وجہ تھی۔ وہ اسے بے عزت کرواتے، اس کی زندگی کو بے سکون کرتے خود کتنی پر سکون زندگی گزار رہی تھی۔ وہ اس سے اپنی بے عزتی بدلہ لینا چاہتا تھا کہ اچانک اس کے دماغ میں ایک خیال آیا، جس پر اس کے لب مسکرائے، اس کی مسکراہٹ شیطانی تھی۔

اس نے موبائل نکالتے ایک نمبر ڈائل کیا جبکہ نظروں کا مرکز اب بھی آبرو تھی جو اب کسی دوسرے رکشے والے سے بات کر رہی تھی۔ دوسری جانب سے کال اٹھائے جانے پر چند رسمی باتوں کے بعد عماد بولا،

"ایک ضروری کام تھا یار!" دوسری جانب سے آتی آواز پر وہ مسکراتے ہوئے بولا،

"کچھ خاص نہیں، بس کسی سے حساب برابر کرنا ہے" وہ نفرت سے آبرو کی جانب دیکھتا کہہ رہا تھا، جواب رتبہ کے ساتھ رکشے میں بیٹھ رہی تھی۔

"ہاں ہاں پیسوں کی فکر تم مت کرو" دوسری جانب سے آتی آواز پر عماد بولا اور کچھ لمحوں بعد وہ فون کاٹ چکا تھا۔ رتبہ اور آبرو کا رکشہ عماد کے قریب سے گزرا، جس کو دیکھتے عماد شیطانی مسکراہٹ لیے بولا،

"بہادری کا بہت شوق ہے نہ تمہیں، اب دیکھتا ہوں کہ تم اپنی عزت کی حفاظت کیسے کرتی ہو!"

وہ یونیورسٹی سے واپسی پر بس سے اترتے اب کچھ دور کھڑے رکشوں کی جانب بڑھ رہی تھی۔ گرمی اپنے جوبن پر تھی، وہ اس وقت گہرے نیلے رنگ کی شلوار قمیض کے ساتھ ہمرنگ دوپٹہ لیے ہوئے تھی۔ بار بار چہرے پہ آتا پسینہ پونچھتے وہ فٹ پاتھ پر چل رہی تھی کہ اچانک سڑک پر گزرتی ایک وین اس کے قریب آرکی، اس نے فوراً اس جانب دیکھا۔ وین سے دو نقاب پوش اترتے اس کی جانب بڑھنے لگے، آبرو فوراً معاملے کو سمجھتے بھاگنے ہی لگی تھی کہ وہ لوگ اس تک پہنچ گئے اور آبرو کو کھینچتے ہوئے وین میں لے جانے لگے۔

"کون ہو تم لوگ؟ چھوڑو مجھے چھوڑو!" وہ ہاتھ پاؤں چلاتی بولی۔

www.novelsclubb.com

اسی ہاتھا پائی میں اسکا بیگ بھی وہیں زمین پر گر گیا۔ اس سے پہلے کہ وہ کسی کو اپنی مدد کے لیے پکارتی، ان دونوں میں سے ایک آدمی نے رومال اس کے چہرے پر رکھ دیا، جس پر لگے کلوروفارم کے زیر اثر آبرو کی آنکھیں بند ہونے لگیں، وہ اسے

کھینچتے ہوئے وین میں بٹھا چکے تھے۔ہوش کھونے سے پہلے آبرو نے وین چلتی ہوئی محسوس کی اور پھر وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی

شام کے سات بج چکے تھے مگر آبرو کا ابھی تک کوئی اتا پتا نہ تھا۔صالحہ بیگم کا رو رو کر برا حال تھا۔پاس کھڑی رتبہ شام پانچ بجے سے مسلسل آبرو کو فون ملا رہی تھی مگر وہ فون نہیں اٹھا رہی تھی،اس کی ساری دوستوں سے بھی پوچھ چکے تھے پر کسی کو بھی آبرو کی کوئی خبر نہ تھی۔

"پتا نہیں کس حال میں ہو گئی میری بچی" صالحہ بیگم کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔

"امی آپ پریشان مت ہوں،آبرو کو کچھ نہیں ہو گا" رتبہ ان کو دلاسہ دیتے مسلسل آبرو کو فون ملا رہی تھی۔

"بیٹا اب ہمیں مزید دیر نہیں کرنی چاہیے، تم اپنے تایا کو فون ملاؤ اور انہیں سارے معاملے سے آگاہ کرو" صالحہ بیگم نے رتبہ کو مخاطب کیا، جس پر اس نے گہری سانس لیتے جلال تایا کو فون ملایا مگر فون دوسری جانب سے کاٹ دیا گیا، اس کے دوبارہ فون ملانے پر اس بار کال ریسیو کر لی گئی اور رتبہ نے سارا معاملہ انکے گوش کہہ گزارا۔

دو گھنٹے بعد جلال تایا اور صائمہ تائی ان کے گھر موجود تھے۔ جلال تایا بہت سی جگہوں پر معلوم کروا چکے تھے مگر آبرو کی کوئی خبر نہ تھی۔ اب آخری حل صرف ایک ہی تھا کہ وہ تھانے جا کر اس کی گمشدگی کی رپورٹ درج کروا دیتے۔ ہاسپٹلز سے بھی وہ معلومات لے چکے تھے مگر آبرو کو ایسا کوئی حادثہ پیش نہ آیا تھا۔ جلال تایا اشعر کے ہمراہ رپورٹ درج کروانے کے لیے جا چکے تھے۔

ان کے جانے کے بعد صائمہ تائی نے اپنی زبان کے جوہر دکھانے شروع کر دیے تھے۔

www.novelsclubb.com

"دیکھا صالحہ اتنی آزادی کا نتیجہ!" وہ نخوت سے بولیں،

"بہت ضد کی تھی اس لڑکی نے الگ گھر لینے کی، اب مجھے سمجھ آ رہی ہے کہ وہ اتنی ضد کیوں کر رہی تھی" ان کی بات پر رتبہ فوراً بولی،

"کیا مطلب ہے آپ کی اس بات کا تائی جان؟"

"صاف سی بات ہے تم سب اس کے لیے اتنا پریشان ہو رہے ہو، کیا پتا وہ خود ہی کسی کے ساتھ۔۔۔۔۔۔"

"بس کر دیں تائی جان!" رتبہ بلند آواز میں ان کی بات کاٹتی بولی، جس پر صائمہ تائی پھر بولنے لگیں،

"اپنی آواز دھیمی رکھو لڑکی، ویسے بھی سچی باتیں کہاں کسی سے برداشت ہوتی ہیں" وہ تنفر سے بولیں، اتنے میں جلال تایا واپس آ چکے تھے۔

وہ سامنے صوفے پر بیٹھے اپنا غصہ ان پر نکال رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اسی وجہ سے میں تم لوگوں کو الگ گھر لے کر دینے کے حق میں نہ تھا" وہ غصے سے بولے،

"اب دیکھ لو اپنی من مانیوں کا نتیجہ!" جلال تایا کے سامنے بولنے کی ہمت ان میں سے کسی میں بھی نہ تھی۔

"محلے والے طرح طرح کی باتیں بنا رہے ہیں کہ آخر جوان جہان لڑکی دن دہاڑے کہاں جا سکتی ہے" ان کی بات پر رتبہ نے کچھ بولنے کے لیے لب کھولنا چاہے کہ جلال تایا دوبارہ بولے،

"میرا گھر تو تم لوگوں کے لیے غیر محفوظ تھا نہ تو اب بتاؤ کہ اس معاملے میں مجھے کیوں بلایا ہے؟" وہ دونوں میاں بیوی ان کے غم کو ہلکا کرنے کی بجائے ان کے زخموں پر نمک چھڑک رہے تھے۔ ان کے الفاظ دوسروں پر کیا اثر کر رہے تھے، انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

عماد نے اپنی بائیک اس مکان کے سامنے رکی اور دروازہ کھٹکھٹایا، دروازہ کھلنے پر وہ اندر داخل ہوا۔ سامنے وہی دو آدمی بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ عماد کی سماعت سے آبرو کی آوازیں ٹکرائیں جو زور زور سے دروازہ پیٹ رہی تھی۔

"دروازہ کھولو، کون ہو تم لوگ، کیوں مجھے یہاں قید کر رکھا ہے؟" وہ مسلسل دروازہ بجاتے بول رہی تھی۔

"ہوش کب آیا تھا اسے؟" عماد کے سوال پر ان آدمیوں میں سے ایک نے چاولوں سے بھرا چمچ منہ میں ڈالتے جواب دیا،

"بس ابھی کچھ دیر پہلے" اس کی بات پر عماد نے اثبات میں سر ہلایا۔

"آگے کا سارا پلان تم دونوں کو معلوم ہے نہ؟" اس کے سوال پر ان دونوں نے اثبات میں سر ہلایا، جس پر عماد مسکراتا ہوا کمرے کی جانب بڑھنے لگا کہ کچھ یاد آنے پر وہ پلٹا،

"اور ہاں اسے کل تک بھوکا پیاسا رکھنا ہے" وہ یہ کہتا قدم کمرے کی جانب بڑھانے لگا۔اس کا مقصد آبرو کو ایک رات گھر سے باہر رکھتے،اس کے کردار کو داغدار کرنا تھا۔وہ بدلے کی آگ میں اتنا اندھا ہو چکا تھا کہ وہ بھول گیا تھا کہ اس کے اپنے گھر میں بھی ایک بہن موجود ہے۔دروازے کے قریب پہنچتے اس نے اپنے چہرے پر ماسک لگاتے اپنی شناخت چھپائی اور آبرو کو مزید ڈرانے،دھمکانے کے لیے اندر داخل ہوا۔

دروازہ کھلتے جیسے ہی وہ اندر داخل ہوا کہ آبرو اس پر جھپٹی اور اس کا گریبان پکڑتے بولی،

"کون ہو تم؟ہاں کون ہو تم؟"عماد نے اسے دھکا دیتے پیچھے پھینکا،وہ پیچھے پڑی چارپائی پر جا گری مگر دوبارہ اٹھتے اس کی جانب آئی،

www.novelsclubb.com

"تم نے کیوں مجھے یہاں بند کیا ہوا ہے ؟ کیا مقصد ہے تمہارا؟" آبرو چلاتے ہوئے اس کے قریب آئی، عماد نے اس کے دونوں ہاتھ جو اسنے اسے مارنے کے لیے اٹھائے تھے، پکڑتے اسے روکا،

"تمہیں تمہاری اوقات یاد دلانے کے لیے" اس کی آواز پر آبرو کو حیرت کا جھٹکا لگا، اس نے فوراً عماد کی جانب دیکھا، عماد ایک غلطی کر چکا تھا۔ اس کی آواز سنتے آبرو کو شک ہوا، اسی لمحے عماد کے ہاتھوں کے گرفت ڈھیلی ہوئی اور آبرو نے عماد سے اپنے ہاتھ چھڑواتے اس کے چہرے سے ماسک ہٹانے کے لیے ہاتھ بڑھایا کہ عماد نے پوری قوت سے اسے دھکا دیا، جس پر وہ اپنا توازن قائم نہ رکھ سکی اور بائیں جانب پڑے ٹیبل پر جا گری۔ ٹیبل کا کونا اس کے ماتھے کو زخمی کر گیا۔ اس کی آئیبرو کے عین اوپر ایک بڑا زخم ہو چکا تھا، جس سے خون نکل رہا تھا۔ عماد یہ سب دیکھتے گھبرا گیا، آبرو ماتھے پر ہاتھ رکھے زمین پر پڑی کراہ رہی تھی۔ اتنی دیر میں وہ دونوں آدمی اندر داخل ہوئے،

www.novelsclubb.com

"یہ۔۔۔یہ۔۔اس کا خون روکو اور صبح اسے وہیں پھینک آنا، جہاں سے لائے تھے" وہ ہڑبڑاتا ہوا یہ کہتا وہاں سے چلا گیا۔

صبح کے سات بج چکے تھے، حیات صاحب کے گھر والوں کے لیے یہ رات قیامت سے کم نہ تھی۔ ساری رات انہوں نے جاگ کر گزاری تھی کہ کہیں آبرو کی کوئی خبر ان تک پہنچ جائے مگر آبرو اب تک لاپتہ تھی۔ صالحہ بیگم کی طبیعت بگڑنے لگی تھی جبکہ صائمہ تائی اس وقت محلے کی چند عورتوں کے ساتھ بیٹھی زہر اگل رہی تھیں۔ لوگ طرح طرح کی باتیں بنا رہے تھے۔

جبکہ دوسری جانب آبرو کو جب صبح ہوش آیا تو اس کے ماتھے پر پٹی بندھی تھی، کمزوری کے باعث اسے حرکت کرنا بھی مشکل محسوس ہو رہا تھا۔ رات کا بند ہوا دروازہ کھولتے وہ دونوں آدمی اندر داخل ہوئے اور اسے لے جاتے وین میں بٹھا

دیا۔آبرو کو کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ آخران کا مقصد کیا تھا۔وہ لوگ اسے وہیں اسی جگہ پر چھوڑ گئے جہاں سے اسے اغوا کیا تھا۔وہ وہیں فٹ پاتھ پر بیٹھی ویران آنکھوں سے ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ اب وہ کیا کرے گی۔اس کی عزت محفوظ تھی اس نے اس پر اپنے رب کا شکرادا کیا تھا مگر وہ لوگوں کو اس بات کا یقین کیسے دلائے گی!

کچھ دیر بعد ایک رکشہ اس کے پاس آرکا،اس میں سے ایک ضعیف آدمی اترتا اس کے پاس آیا۔ماتھے پر بندھی پٹی، بکھرے بال، کپڑوں پر لگی دھول اور خون کے دھبے،وہ قابل رحم لگ رہی تھی۔اس آدمی نے اس سے اس کے گھر کا پتہ پوچھتے اسے باحفاظت اس کے گھر تک چھوڑا۔وہ مرے مرے قدموں سے گیٹ کے پاس آئی،دروازہ کھولا تھا۔اس نے قدم اندر رکھا،اسے اپنا ہر قدم من من بھر کا محسوس ہو رہا تھا۔اسے اندر آتا دیکھ سامنے بیٹھی اصباح اور رتبہ بھاگ کر اس تک

پہنچیں،اپنوں کو سامنے دیکھتے وہ مسکرائی پر شدید بھوک، پیاس اور کمزوری کے باعث وہ ان کے پاس پہنچنے پر اصباح کے بازوؤں میں بے ہوش ہو گئی۔

آبرو کو پورے دو گھنٹے بعد ہوش آیا تھا۔وہ اس وقت شدید شاک اور سکتے کے عالم میں تھی۔کمزوری کے باعث اسے آنکھیں کھولنا بھی دشوار لگ رہا تھا۔ڈاکٹر اس کا معائنہ کرتے اسے دوائیاں دے کر جا چکی تھی۔اس کے ماتھے کا زخم کافی گہرا تھا۔ان اغواکاروں کی جلدی جلدی میں کی جانے والی پٹی کی وجہ سے اس کا زخم مزید خراب ہو گیا تھا مگر اب ڈاکٹر اس کا معائنہ کرتے دوبارہ پٹی کر چکی تھی۔آبرو نے خود پر بیتی ساری کہانی ان سب کو بتادی تھی مگر اس کی توقع کے مطابق کوئی بھی اس کی کہانی پر اعتبار کرنے کو تیار نہ تھا۔آبرو اس وقت اپنے آپ کو شدید بے بس محسوس کر رہی تھی۔وہ سچی تھی مگر کوئی اس کا یقین کرنے کو تیار نہ تھا کیونکہ داغ اس کی عزت پر لگا تھا۔لڑکیوں کی عزت کانچ کی مانند ہوتی ہے،ذرا

www.novelsclubb.com

سی ٹھیس بھی اسکو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیتی ہے، جن کا دوبارہ جڑنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق اسے آرام کی غرض سے اکیلا چھوڑا گیا تھا۔ باہر لاؤنج میں صائمہ تائی اس وقت محلے کی عورتوں کے ساتھ مل کر طرح طرح کی باتیں بنا رہی تھیں۔

"پتا نہیں ان لوگوں کا مقصد کیا تھا؟ بیچاری آبرو کو اتنی تکلیف اٹھانی پڑی" محلے کی ایک عورت کی بات پر صائمہ تائی جواب بولنے لگیں،

"آخر کوئی نہ کوئی وجہ تو ہوگی نہ جو یوں محلے کی تمام لڑکیوں میں سے صرف اسے ہی ہی اغوا کیا گیا" ان کی بات پر وہ عورت دوبارہ بولی،

"کیا مطلب ہے آپ کی اس بات کا؟"

"بھئی صاف سی بات ہے، مجھے تو معاملہ کچھ اور ہی معلوم ہوتا ہے، خود ہی سوچیں کہ ایسے بھی کوئی اغوا ہوتا ہے بھلا، خود ہی لے کر گئے خود ہی چھوڑ گئے، نہ کوئی تاوان نہ کچھ اور۔۔۔" صائمہ تائی کی زبان زہر اگل رہی تھی۔

"بات تو صحیح کہہ رہی ہیں آپ" پاس بیٹھی ایک دوسری عورت بولی،ان سب عورتوں کے گھروں میں بھی بیٹیاں موجود تھیں مگر وہ سب اس چیز کو فراموش کرچکی تھیں کہ آج آبرو کے ساتھ ہوا واقعہ کل کو ان کی بیٹیوں کے ساتھ بھی ہوسکتا ہے!

جلال تایا اس وقت حیات صاحب کے گھر سے آئے تھے۔اس واقعے کو تین دن گزر چکے تھے مگر محلے والے اب بھی باتیں بنانے سے باز نہیں آئے تھے۔انہوں نے اپنا موبائل اٹھایا، جس پر چھ مسڈ کالز آئی ہوئی تھیں۔وہ نمبر ڈائل کرتے، فون کان سے لگاتے صوفے پر بیٹھ گئے۔

"ہاں آصف سب خیریت تھی،اتنی مس کالز!"دوسری جانب سے کال ریسیو ہونے پر وہ بولے مگر دوسری جانب سے کہی جانے والی بات پر ان کے چہرے کے تاثرات بدلے،

"اتنی بڑی رقم!"وہ حیرت زدہ تھے۔

www.novelsclubb.com

"کس نے نکلوائی ہے؟" دوبارہ پوچھنے پر دوسری جانب سے عماد کا نام لیا گیا، جس پر جلال تایا کے غصے میں اضافہ ہوا،

"آصف میں تم سے بعد میں بات کرتا ہوں" وہ یہ کہتے فون کاٹتے عماد کے کمرے کی جانب چل پڑے، عماد کی بدقسمتی تھی کہ وہ آج گھر پر ہی تھا۔

انہوں نے ابھی اس کے کمرے کا دروازہ کھولنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا ہی تھا کہ ان کی سماعت سے اسکی آواز ٹکرائی،

"یار میں کہہ تو رہا ہوں کہ کل تک تمہیں پیسے مل جائیں گے" جلال تایا کمرے میں داخل ہوئے،

"خبردار جو تم نے اپنا منہ کھولا، میں۔۔۔۔" وہ یہ کہتے پلٹا، جلال تایا کو سامنے دیکھتے اس کی زبان بند ہو گئی، فوراً فون کاٹتے وہ اپنے حواس بحال کرنے لگا،

"کسے دینے ہیں پیسے؟" جلال تایا کی آواز پر عماد کے پاس الفاظ ختم ہو گئے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"عماد میں تم سے پوچھ رہا ہوں، کسے دینے ہیں پیسے؟" وہ چلائے، اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا جلال تایا کے دماغ میں خطرے کی گھنٹی بجی کہ کہیں آبرو والے معاملے کے پیچھے عماد کا ہاتھ تو نہیں!

"کہیں تم نے آبرو۔۔۔۔" جلال تایا کی اس بات پر عماد کے رہے سہے اوسان بھی خطا ہو گئے،

"نہیں ابو میں۔۔۔۔میں۔۔۔۔نے ایسا کچھ نہیں۔۔۔۔۔" اس کے لہجے کی لڑکھڑاہٹ، پسینے سے تر چہرہ، جلال تایا کو بہت کچھ سمجھانے کے لیے کافی تھا۔ جلال تایا نے ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر دے مارا،

"تمہیں ذرا شرم نہیں آئی عماد!" وہ چلائے،

"تمہاری غیرت کو یہ گوارا تھا کہ تم اپنے خاندان کی لڑکی کے ساتھ ایسا کرو" وہ اسے گریبان سے پکڑتے دھاڑے جبکہ عماد نظریں چرا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تمہارے اپنے گھر میں بھی بہن موجود ہے عماد، تم نے ایک بار بھی اس کے بارے میں نہیں سوچا" وہ اسے جھنجوڑ رہے تھے۔

"کیوں کیا تم نے ایسا؟" وہ باآواز بلند بولے، عماد خاموش رہا۔

"عماد میں تمہارا منہ توڑ دوں گا، بتاؤ مجھے کیوں کیا تم نے ایسا" وہ اسکا گریبان پکڑتے جھنجھوڑ رہے تھے۔

"اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کے لیے" عماد کی بات پر جلال تایا کے غصے میں اضافہ ہوا اور انہوں نے ایک اور تھپڑ اس کے چہرے پر دے مارا۔

"شرم کے مارے ڈوب مرو عماد، تم ایک لڑکی سے بدلہ لینے کے لیے اس حد تک گر جاؤ گے مجھے اندازہ نہیں تھا!" وہ دھاڑے،

"دفع ہو جاؤ میری نظروں کے سامنے سے، دفع ہو جاؤ" انہوں نے چلاتے ہوئے اسے دھکا دیا، جس سے وہ ان سے دور ہوا۔

"تم مجھے اس گھر میں بلکہ اس شہر میں ہی نظر مت آنا" وہ چلاتے ہوئے وہاں سے چلے گئے جبکہ پیچھے کھڑے عماد کو اب بھی اپنے عمل پر کوئی ندامت نہ تھی!

اس واقعے کو ہفتہ ہونے کو آیا تھا مگر معاملات سلجھنے کی بجائے مزید الجھتے جا رہے تھے۔ محلے والوں نے ان کا جینا دوبھر کر ڈالا تھا۔ طرح طرح کی باتیں، طعنے سنتے اب اس کی برداشت جواب دینے لگی تھی۔ اس کا کردار، اس کی عزت سب خاک ہو گیا تھا۔ کیا ایک لڑکی کی عزت خراب کرنا اتنا ہی آسان ہوتا ہے؟

ہمارے معاشرے میں یہ اتنا ہی آسان ہے! عماد نے اسے صرف ایک رات گھر سے باہر رکھا تھا مگر اب اس کی لاکھ صفائیوں اور دہائیوں کے باوجود بھی کوئی اس کا یقین کرنے کو تیار نہ تھا۔ وہ بے قصور ہونے کے باوجود بھی قصوروار ٹھہرائی جا رہی تھی۔ اس ایک رات کا خمیازہ اسے اپنی پوری عمر بھگتنا تھا۔ اس کے کردار پر لگا یہ داغ وہ شاید ہی اپنی پوری زندگی میں کبھی مٹا سکتی تھی!

وہ اس وقت اپنے کمرے میں لیٹی خود کو بہت ٹوٹا اور بکھرا ہوا محسوس کر رہی تھی۔ اسے آج حیات صاحب بہت شدت سے یاد آرہے تھے اگر آج وہ زندہ ہوتے تو وہ سب سنبھال لیتے ہیں۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے، روتے روتے اس کی آنکھ لگ گئی اور خواب میں اسکی ملاقات حیات صاحب سے ہوئی، جو اسے اپنے ساتھ لگائے بیٹھے تھے۔

"آبرو میرا بچہ، میری ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا، زندگی میں انسان تب ہی شکست کھاتا ہے جب وہ یہ سوچ لیتا ہے کہ وہ کبھی جیت نہیں سکتا، اس لیے زندگی میں ہار کا سامنا کرتے اسے یہ کہو کہ مجھے زندگی میں ہار کبھی چھو بھی نہیں سکتی" وہ یہ کہتے اس کی جانب دیکھتے مسکرائے تھے۔

www.novelsclubb.com

"مگر بابا زندگی میں آئی مشکلات تو ہمیشہ انسان کو ہرا دیتی ہے نہ" اسکی بات پر وہ دوبارہ مسکرائے،

"! مشکلات کو آسان بنانے کا بھی تو ہنر ہوتا ہے نہ بیٹا"

"پر بابا مجھ میں وہ ہنر نہیں ہے، میں ان مشکلات کے آگے ہار رہی ہوں" وہ افسردہ ہوئی،

"فکر مت کرو بیٹا تم وقت کے ساتھ ساتھ یہ ہنر بھی سیکھ جاؤ گی، تم تو میری بہت مضبوط اور بہادر بیٹی ہو، میں نے تمہیں پہلے کبھی اتنا کمزور پڑتے نہیں دیکھا تو اس بار تم کیوں خود کو ہارتا ہوا محسوس کر رہی ہو" ان کی بات پر وہ بولنے لگی،

"بابا اس بار کوئی میرے ساتھ نہیں ہے، میں اکیلی پڑ گئی ہوں، میں سچی ہوں پر کوئی میرا یقین نہیں کرتا" اس کی آنکھوں میں آئے آنسو صاف کرتے حیات صاحب بولنے لگے،

"فکر مت کرو آبرو، جب انسان اکیلا ہوتا ہے تو اس کے ساتھ اللہ ہوتا ہے اور اللہ کا ساتھ اس دنیا کا سب سے بڑا ساتھ ہے، وہ کبھی اپنے بندوں کو تنہا نہیں چھوڑتا" وہ مسکرائے،

www.novelsclubb.com

"تم بس اللہ پر بھروسہ رکھو، دیکھنا ایک دن تمہاری ساری مشکلیں بہت جلد اسان ہو جائیں گی" ان کے چہرے پر وہ شفقت بھری مسکراہٹ ابھی بھی موجود تھی۔

"مجھے آپ کی بہت یاد آتی ہے بابا" وہ دوبارہ ان کے گلے لگتے بولی، اس کی اس بات پر انہوں نے شفقت بھرا ہاتھ اس کے سر پر پھیرا اور پھر آبرو نے انہیں خود سے دور جاتا محسوس کیا اور یہیں آبرو کی آنکھ کھل گئی۔ اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا, اس نے اپنے آنسو صاف کرتے مسکرانے کی کوشش کی کیونکہ اسے خود کو مضبوط بنانا تھا اپنے اور اپنے گھر والوں کے لیے!

www.novelsclubb.com

اشعر اور جلال تایا اس وقت آبرو کے گھر پر موجود تھے۔ محلے کے چند افراد ان سے ملاقات کے خواہشمند تھے۔ وہ سب اس وقت بیٹھک میں بیٹھے تھے۔

"بچی کے ساتھ جو بھی ہوا ہمیں اسکا بہت افسوس ہے مگر یہ عزت دار لوگوں کا محلہ ہے، ہم مزید ایسے لوگوں کو یہاں رہنے نہیں دے سکتے" سامنے بیٹھے مردوں میں سے ایک آدمی بولا، اس کی بات پر اشعر اور جلال تایا حیران ہوئے،

"پر جو بھی ہوا، اس میں ان کا تو کوئی قصور نہیں تھا" اشعر اس آدمی کی بات کے جواب میں بولا،

"قصور ہے یا نہیں، پر یہ اکیلی عورتیں ہیں، ہم ان میں سے کسی کو بھی نہیں جانتے، اس وقت میں نے انہیں کرائے پر رکھ لیا تھا مگر اب میں اپنے فیصلے پر پچھتا رہا ہوں" اس مکان کے مالک مکان نے بھی ان کی باتوں میں حصہ لیا،

"مگر آپ ایسے کیسے انہیں اس گھر سے نکال سکتے ہیں؟" جلال تایا بھی بولنے لگے،

"یہ گھر ہمارا ہے، محلہ بھی ہمارا ہے، ہم ایسا کر سکتے ہیں، ویسے بھی ہم اب مزید ایسی لڑکیوں کو یہاں برداشت نہیں کر سکتے" محلے کا ایک معزز آدمی بولا،

"ایسی لڑکیوں سے کیا مراد ہے آپ کی؟" اشعر کی آواز کچھ بلند تھی۔

"ہم ان کے کردار کے بارے میں نہیں جانتے، کیا پتا وہ لڑکی خود ہی اس معاملے میں ملوث ہو اور ہم نہیں چاہتے کہ ان کا ہماری بچیوں پر بھی برا اثر پڑے" وہ رکے،

"اور ویسے بھی اس لڑکی کے کردار کی گواہی کون دے گا؟ "

"میں دوں گا اس کے کردار کی گواہی! آپ کو نظر نہیں آتا وہ زخمی تھی، کوئی خود اپنے ساتھ ایسا کیوں کرے گا؟ آپ کو یہ بات کرتے ہوئے شرم چاہیے آنی چاہیے تھی" اشعر غصے سے بولا،

"میاں ذرا سنبھل کر، گواہی دینا بہت آسان ہے مگر اپنانا بہت مشکل ہے، بڑی بڑی باتیں تو ہر کوئی کر لیتا ہے مگر عمل کوئی نہیں کرتا پاتا"

"ٹھیک ہے تو پھر سنیے، میں اپناؤں گا آبرو کو، پھر تو تسلی ہو جائے گی نہ آپ کو"اشعر کی اس بات پر سب حیران ہوئے، جلال تایا نے حیرانی سے اس کی جانب دیکھا اور اس کے کچھ قریب ہوتے اس کے کان میں سرگوشی کی،

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو اشعر؟"ان کی اس بات پر اشعر ان کی جانب دیکھتا بولنے لگا،

"ابو اس وقت یہی بہتر ہے، آبرو کی عزت کا سوال ہے!"اس کی بات پر جلال تایا نے بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ اچانک ان کے دماغ میں ایک جھماکہ ہوا، انہیں وہ جائیداد دوبارہ حاصل کرنے کا موقع مل رہا تھا، اور وہ یہ موقع گوانا نہیں چاہیے۔

"اشعر ٹھیک کہہ رہا ہے، یہ اپنائے گا آبرو کو، پھر تو ان کے یہاں رہنے پر آپ سب کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا نہ"وہ لوگ لاجواب ہو چکے تھے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اسی جمعے کو اشعر اور آبرو کا نکاح ہے، آپ سب ضرور آیئے گا، اب آپ سب جا سکتے ہیں" جلال تایا یہ کہتے اٹھ کھڑے ہوئے جبکہ باقی لوگ بھی اس بات کے بعد کچھ بولنے کے قابل نہ رہے تھے۔

جلال تایا صالحہ بیگم کو سارے معاملے سے آگاہ کرتے، اشعر کو باقی تیاریوں کا کہتے واپس گھر آئے تھے۔ گھر آتے انہوں نے صائمہ تائی کو ساری بات بتائی تھی، جس پر ان کا غصہ آسمان چھو رہا تھا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جلال؟" وہ ان کے فیصلے پر حیران تھیں۔

"یہی کہ آبرو اور اشعر کا اس جمعے کو نکاح ہے" جلال تایا پر سکون انداز میں صوفے پر بیٹھ گئے۔

"مگر آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں جلال وہ لڑکی وہ۔۔۔۔۔آپ کیسے اسے اپنے بیٹے کے ساتھ منسلک کر سکتے ہیں؟" وہ مسلسل چلا رہی تھی،

"آپ۔۔۔" وہ بولتے بولتے رکیں،

"کہیں آپ دوبارہ اس جائیداد کو حاصل کرنے کے لیے تو یہ سب نہیں کر رہے؟" انکی بات پر جلال تایا ان کی جانب پلٹے مگر انکے کچھ بولنے سے پہلے صائمہ تائی بول پڑیں،

"اگر ایسا ہے نہ جلال، تو میری بھی ایک بات آپ یاد رکھیے گا، میں ہرگز ایسا نہیں ہونے دوں گی، میں اس لڑکی کو کسی صورت اس گھر کی بہو نہیں بننے دوں گی، میں۔۔۔"

"اپنی زبان بند رکھو صائمہ، میں فیصلہ کر چکا ہوں اور آبرو کا نکاح اشعر سے ہی ہوگا اور اسی جمعے کو ہوگا" جلال تایا اونچی آواز میں بولے،

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"جلال آپ میری بات سمجھ کیوں نہیں رہے، وہ لڑکی اغوا کا ڈرامہ رچا رہی ہے، وہ بدکردار ہے جلال نجانے وہ کس کے ساتھ اپنا منہ کالا کر کے آئی ہے۔۔"

"اپنی بکواس بند کرو صائمہ، تمہیں معلوم ہے کہ اسے کس نے اغوا کیا تھا؟"

"اسے کسی نے اغوا نہیں کیا تھا، وہ خود گئی تھی، وہ بہت بے حیا ہے، میں۔۔"

"اپنی زبان سے ایک لفظ اور مت نکالنا صائمہ، وہ خود نہیں گئی تھی، اسے تمہارے بیٹے عماد نے اغوا کروایا تھا" صائمہ تائی کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جلال؟ میرا۔۔۔ میرا بیٹا ایسا نہیں کر سکتا"

"وہ ایسا کر چکا ہے صائمہ، اس سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کے لیے ایسی گری ہوئی حرکت کی ہے"

"ہو سکتا ہے آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہو، آپ کو یہ کس نے بتایا ہے؟"

www.novelsclubb.com

"کوئی غلط فہمی نہیں ہوئی مجھے، یہ سب مجھے خود عماد نے بتایا ہے" صائمہ تائی لاجواب ہوئیں،

"اسی لیے اب اپنی زبان بند رکھو اور جو فیصلہ میں نے کیا ہے، اس کی تیاریاں شروع کرو"

"مگر جلال اس نکاح کے علاوہ بھی تو کوئی اور حل سکتا ہے نہ۔۔۔"

"اس کے علاوہ اور کوئی حل نہیں ہے" صائمہ تائی خاموش ہو گئیں،

"عماد کہاں ہے جلال؟" انکے سوال پر جلال تایا غصے سے بولے،

"میں اس کی شکل تک نہیں دیکھنا چاہتا، اسی لیے اسے اس شہر سے باہر بھیج دیا ہے اور خبردار جو تم نے بھی اس کی واپسی تک اس سے کوئی رابطہ کیا"

"مگر جلال۔۔۔۔"

www.novelsclubb.com

"اگر مگر کچھ نہیں صائمہ، میں فیصلہ کر چکا ہوں" وہ اٹل لہجے میں یہ کہتے وہاں سے جا چکے تھے جبکہ پیچھے صائمہ تائی غصے سے تلملا رہی تھیں۔

صالحہ بیگم جلال تایا کے فیصلے پر حیران بھی تھیں اور خوش بھی! وہ حیران اس لیے تھیں کہ یوں ایک دم یہ فیصلہ کرنا معمولی بات نہ تھا اور خوش اس بات پر کہ وہ جانتی تھیں کہ آبرو کے کردار پر لگا یہ داغ اس رسوا کر گیا ہے، مستقبل میں بھی کوئی اسے اتنی آسانی سے اپنانے کو تیار نہیں ہو گا جبکہ آبرو اس فیصلے پر سکتے میں تھی کہ یہ اس کی زندگی میں کیسے کیسے طوفان آ رہے تھے۔ وہ ان کے اس فیصلے پر بہت حیران تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ ان سے ہمدردی میں کیا گیا کوئی فیصلہ نہیں بلکہ اس کے پیچھے جلال تایا کا کوئی نہ کوئی مقصد چھپا ہے، جو وہ ایک ایسی لڑکی کو اپنی بہو بنا رہے ہیں جس کا کردار سب کے لیے سوالیہ نشان ہے مگر اس وقت وہ اقرار یا انکار کرنے کی حالت میں نہ تھی۔ جو جیسے ہوتا جا رہا تھا اسے قبول کرنا تھا۔ جمعے کے

دن اسکا اور اشعر کا نکاح طے پایا تھا۔ وہ صائمہ تائی کے حوالے سے بھی حیران تھی کہ وہ کیسے ایسی لڑکی کو اپنی بہو بنا سکتی ہیں، جو انہیں ایک آنکھ نہ بھاتی ہو!

نکاح نامے پر دستخط کرتے وہ اپنی پوری زندگی کسی اور کے نام کر چکی تھی۔ نکاح کے بعد اشعر سے ہونے والی ملاقات میں اشعر نے اسے ہر صورت حال میں اپنے ساتھ ہونے کا یقین دلایا تھا۔ ان کے نکاح کو ابھی ایک ماہ ہی گزرا تھا کہ آبرو کے کہنے پر اشعر نے جلال تایا سے آبرو کی تعلیم دوبارہ جاری کرنے کی اجازت مانگی تھی جس پر جلال تایا نے انکار کر دیا تھا پر اشعر کے بہت اصرار پر وہ مان گئے تھے۔ آبرو گزرتے وقت کے ساتھ مضبوط ہوتی جا رہی تھی، اسے آہستہ آہستہ جلال تایا کے سارے مقاصد سمجھ آنے لگے تھے۔ اپنی ڈگری مکمل ہونے پر اس نے نوکری کا ارادہ کیا تھا، جس پر پہلے تو اشعر نے اسے منع کر دیا تھا مگر آبرو کے اصرار پر وہ راضی ہو گیا تھا۔ اس نے جلال سے بھی بات کی تھی مگر توقع کے عین مطابق جلال تایا نے صاف انکار کر دیا تھا۔ ان کے انکار کے باوجود آبرو نے نوکری

کے لیے اپلائی کیا تھا اور پھر اپنی نوکری پکی ہونے پر وہ یہ خبر لے کر جلال تایا کے گھر گئی تھی اور ان سے اجازت مانگی تھی، وہ جانتی تھی کہ جلال تایا کو بھی ان کی کچھ باتیں مجبوراً ماننی پڑتی ہیں، اس لیے وہ بھی ان کی کمزوری کا فائدہ اٹھاتی تھی۔

نوکری کو ایک سال مکمل ہوتے اس نے اپنے جمع کیے گئے پیسوں میں کچھ اور رقم شامل کرتے ایک مکان خریدا تھا، جو اتنا بڑا تو نہ تھا مگر ان کے لیے کافی تھا۔ وہ بہت پہلے ہی وہ محلہ چھوڑ دینا چاہتی تھی مگر مجبوریوں کے باعث ایسا ممکن نہ ہو پایا تھا کیونکہ اس محلے کے مکینوں کی نظریں اسے ہمیشہ اپنے ساتھ ہوا وہ واقعہ یاد دلاتی تھیں۔ پر جیسے ہی وہ کسی قابل ہوئی تو اسنے سب سے پہلے اپنے لیے گھر خریدا تھا۔ صائمہ تائی کے نفرت اور حقارت بھرے جملے وہ شروع سے سنتی آئی تھی اور اس اج تک سنتی تھی۔ عماد سے ہونے والی ایک ملاقات میں اسے ایک دم وہ آواز اور آنکھیں یاد آئی تھیں مگر پھر اس سوچ پر کہ وہ آخر ایسا کیوں کرے گا! اس کی وہ سوچ پلٹ گئی۔

www.novelsclubb.com

زندگی اس کے لیے کبھی آسان نہیں رہی تھی، خاص طور پر حیات صاحب کا سایہ سر سے اٹھ جانے کے بعد، اس نے زمانے کی بہت ٹھوکریں کھائی تھیں۔ تبھی یہ معمولی باتیں اس پر کوئی اثر نہ کرتی تھیں۔

بازو میں درج جاگنے پر وہ واپس حال میں لوٹ آئی، اسے اپنے رخسار پر نمی محسوس ہوئی، اسکے باغی آنسو ہمیشہ بغاوت کرتے اسے کمزور ثابت کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ پر اسے بھی اپنے آنسوؤں پر اتنا اختیار تھا کہ یہ بغاوت صرف تب ہوتی جب وہ تنہا ہوتی۔ اس نے دراز کھولتے پین کلر نکالی اور گلاس میں پانی انڈیلتے گولی نگلتے گلاس واپس رکھ دیا اور بیڈ کے کراؤن سے ٹیک لگاتے آنکھیں موندلیں۔

آدھی رات ہو چکی تھی، وہ اس وقت اپنے کمرے میں بیڈ پر موجود تھی۔ اس کی آنکھیں رو رو کر لال ہو چکی تھی، آنکھوں کے پپوٹے سوج چکے تھے، کھڑکی سے

نظر آتا چاند بھی آج اس کے غم میں غمگیں تھا۔ اتنے سال وہ ایک ان چاہا رشتہ نبھانے کی کوششیں کرتی رہی۔ اپنی زندگی، اپنی خواہشات وہ سب اس رشتے کے لیے قربان کر چکی تھی مگر بدلے میں اسے کیا ملا؟ دھوکا! صرف دھوکا!

اس نے بہت کوشش کی تھی کہ وہ خود پر قابو پالے مگر دل کا درد تھا کہ بڑھتا جا رہا تھا۔ وہ شخص جو اس کا ہمسفر تھا، اتنے عرصے سے اسے دھوکے میں رکھے ہوئے تھا، وہ خود کو بہت بے بس محسوس کر رہی تھی۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کے گھر والوں کو اس کے حوالے سے کوئی بھی پریشانی ہو مگر اب وہ کس طرح ان سے اتنی بڑی بات چھپائے گی۔ وہ ابھی انہی سوچوں میں گم تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلا، حفصہ تیزی سے اپنے بہتے آنسو صاف کیے، کمرے میں داخل ہونے والا عادل تھا۔ کمرے کو روشن دیکھتے وہ حیران ہوا، اس نے ایک نظر سامنے بیٹھی حفصہ پر ڈالی اور قدم بڑھاتا ڈریسنگ ٹیبل کی جانب چلا گیا۔

www.novelsclubb.com

"تم آج ابھی تک جاگ رہی ہو، سب خیریت ہے؟"اس کے سوال پر حفصہ استہزائیہ مسکرائی مگر خاموش رہی، اپنے سوال کے جواب میں خاموشی پر عادل دوبارہ بولا،

"حفصہ میں تم سے پوچھ رہا ہوں "اس بار اس کے مخاطب کرنے پر حفصہ بول پڑی،

"جن کی زندگی میں اندھیرے چھا جائیں، انہیں پھر نیند کہاں نصیب ہوتی ہے!"اس کی اس بات پر عادل اس کی جانب پلٹا،

"کیا کہا تم نے؟"اسے لگا اسے سننے میں کوئی غلطی ہوئی ہے، اس کے سوال پر حفصہ بیڈ سے اترتے اس کے سامنے آئی،

"میں نے کہا جن کے اپنے، سب سے قریبی لوگ انہیں دھوکہ دے رہے ہوں، انہیں پھر نیند کہاں نصیب ہوتی ہے"حفصہ کے لہجے اور انداز پر عادل حیران ہوا مگر پھر ماتھے پر بل ڈالے بولنے لگا،

"یہ کیا اول فول بولے جا رہی ہو حفصہ" اس کی اس بات پر حفصہ نے اپنے بہتے آنسو سختی سے صاف کیے،

"آپ نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا عادل، کیوں؟" اس کی اس بات پر عادل کی الجھن میں اضافہ ہوا،

"کیا بکواس کر رہی ہو حفصہ، کیا کیا ہے میں نے؟" اس کی بات پر حفصہ نے بیڈ کے سائیڈ ٹیبل کے دراز سے وہ رپورٹ نکالتے عادل کی جانب پھینکی،

"یہ کیا ہے آپ نے میرے ساتھ" وہ چلائی، زمین پر گری اس رپورٹ کو اٹھا کر ایک نظر دیکھتے عادل کے چہرے پر غصہ چھانے لگا،

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری چیزوں کو ہاتھ لگانے کی؟" اسے معلوم تھا کہ حفصہ کو یہ رپورٹ کہاں سے ملی ہو گی۔

"آپ میری زندگی برباد کردیں، اور مجھے آپ کی چیزوں کو ہاتھ لگانے کی اجازت بھی نہیں، واہ!" وہ طنزیہ انداز میں ہنستی عادل کے قریب آئی،

"مجھے بتائیں عادل آپ نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا، جب آپ کو معلوم تھا کہ میرا کوئی قصور نہیں تو کیوں مجھے اذیت دیتے رہے، کیوں تلخ جملے کہتے میری ذات کو چھلنی کرتے رہے" وہ چلا رہی تھی،

"اپنی آواز دھیمی رکھو" عادل بلند آواز میں غرایا،

"نہیں عادل آج نہیں، آج مجھے اپنے سوالوں کے جواب چاہیے کہ آپ نے اتنا عرصہ مجھے اندھیرے میں کیوں رکھا" اس کی اس بات پر عادل کے غصے میں اضافہ ہوا،

"اپنی بکواس بند کرو، میں تمہیں جواب دہ نہیں ہوں" حفصہ کو امید تھی کہ شاید عادل اس راز پر سے پردہ اٹھنے پر اس سے معافی مانگ لے گا اور سب ٹھیک ہو جائے گا مگر آج اس کی آخری امید بھی دم توڑ گئی تھی۔ وہ اپنے کیے گئے کسی بھی

عمل پر نادم نہ تھا۔اتنے میں عادل کی امی ان کی آوازیں سنتے کمرے میں داخل ہوئیں،

"یہ کیا تماشہ لگایا ہوا ہے تم دونوں نے، یہ کوئی وقت ہے لڑنے کا!"ان کی بات پر حفصہ نے وہ رپورٹ عادل کے ہاتھ سے کھینچتے عادل کی امی کی جانب بڑھائی،

"بہت اچھا کیا آپ نے کہ آپ بھی ابھی آگئیں، یہ دیکھیں"حفصہ کی بات پر عادل کی امی نے وہ رپورٹ تھام لی،

"جو صبح شام آپ مجھے اولاد کے طعنے دیتی تھیں نہ یہ دیکھیں! غور سے دیکھیں یہ رپورٹ، جس میں واضح لکھا ہے کہ نقص مجھ میں نہیں آپ کے بیٹے میں ہے"وہ بلند آواز میں چلائی،اس کی اس بات پر عادل کا ہاتھ ہوا میں بلند ہوا مگر حفصہ اس کا اٹھا ہوا ہاتھ اپنے ہاتھ سے روک چکی تھی،

"بس عادل اب اور نہیں"اس نے نفی میں سر ہلاتے عادل کا ہاتھ جھٹکا،

"اور آپ کا یہ بیٹا، یہ بات پورے دو سال سے جانتا ہے" وہ رکی اور گہری سانس لی،

"مگر پھر بھی اس نے یہ بات چھپا کر یہ ثابت کر دیا کہ یہ ایک بزدل مرد ہے، بزدل !"حفصہ چلا رہی تھی۔

"میری زندگی کے اتنے قیمتی سال آپ کے اس بیٹے نے برباد کر دیے" وہ عادل کی امی کی جانب دیکھتی بولی، جن کے چہرے پر حیرت ہی حیرت تھی۔عادل نے کچھ بولنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ حفصہ دوبارہ بولی،

"مگر اب اور نہیں، اب میں ایک دن بھی اس گھر میں نہیں رہوں گی، میں صبح ہوتے ہی یہاں سے چلی جاؤں گی"اس کی اس بات پر عادل کی امی کچھ بولنے لگی تھیں کہ عادل بول پڑا،

"ٹھیک ہے، بہت شوق ہے نہ تمہیں جانے کا تو جاؤ مگر ایک بات یاد رکھنا کہ اس گھر سے ایک بار قدم باہر نکالنے پر اس گھر کے دروازے تم پر ہمیشہ کے لیے بند ہو جائیں گے" حفصہ عادل کی ڈھٹائی اور بے شرمی پر حیران تھی۔

"چلیں امی" وہ یہ کہتا اپنی ماں کو لیے کمرے سے چلا گیا جبکہ پیچھے حفصہ فرش پر بیٹھتے رونے لگی۔ وہ لاکھ چاہنے کے باوجود بھی خود کو مضبوط نہیں کر پا رہی تھی، روتے روتے اس کی ہچکی بندھ چکی تھی مگر یہاں اس کی پرواہ کسے تھی!

روتے روتے کب اس کی آنکھ لگ گئی، اسے معلوم نہ ہو سکا۔ آنکھ کھلتے ہی وہ فرش سے اٹھی، اس کے جسم کا ہر حصہ شدید درد میں مبتلا تھا، وہ خود کو گھسیٹتے آئینے کے سامنے گئی اور ایک نظر آئینے میں نظر آتے اپنے عکس پر ڈالی۔ بکھرے بال، رو رو کر سوجی ہوئی سرخ آنکھیں، کمزور جسم، وہ اس حالت میں قابلِ رحم لگ رہی تھی۔ رات کس واقعہ یاد آتے، آنسو ایک بار پھر اس کے رخسار پر بہنے لگے۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ اب کیا کرے گی؟

وہ کیسے اپنے گھر والوں کو اس معاملے سے آگاہ کرے گی؟

رات میں عادل کا رویہ اسے مزید پریشان کر گیا تھا وہ ابھی انہیں سوچوں میں گم تھی کہ اچانک اس کے ذہن کے پردے پر ماضی کی چند یادیں لہرائیں، جب وہ اپنے بچپن میں ہر بار محلے کے بچوں کے ساتھ کھیلتے مار کھا کر گھر آ جاتی تھی، چاہے غلطی اس کی ہو یا دوسروں کی تو حیات صاحب اسے ہر بار ایک ہی بات سمجھاتے تھے، جو اس وقت حفصہ کے کانوں میں گونج رہی تھی۔

"دنیا بڑی ظالم ہے بیٹا، یہاں کوئی کسی کے لیے کھڑا نہیں ہوتا، یہاں ہر ایک کو اپنے لیے خود لڑنا پڑتا ہے۔ جو لوگ خود اپنے حق کے لیے آواز بلند نہیں کر پاتے وہ ہمیشہ مظلوموں کی زندگی گزارتے ہیں"

حیات صاحب کی بات یاد آتے، حفصہ کے لبوں پر تبسم بکھرا، اس نے اپنے آنسو صاف کرتے، اپنے بکھرے بال سمیٹے اور الماری کی جانب بڑھ گئی۔ کچھ لمحے

بعد وہ اپنا سامان پیک کر رہی تھی، وہ فیصلہ کر چکی تھی کہ اب اسے اپنی جنگ خود لڑنی ہے، اسے اپنے حق کے لیے آواز خود بلند کرنی ہے۔ وہ کچھ دیر بعد اپنا سامان تیار کر چکی تھی، اس نے الماری سے اپنی چادر نکالتے چادر اوڑھی اور قدم باہر کی جانب بڑھا دیے۔ ہر بڑھتے قدم کے ساتھ اسے اس گھر میں گزرا ایک ایک لمحہ یاد آنے لگا، اس نے اس گھر کے مکینوں کی خوشی کی خاطر اپنی زندگی کے سب سے قیمتی سالوں کی قربانی دی تھی۔ اپنی خواہشات کا گلا گھونٹتے وہ ان کے رنگ میں ڈھل گئی تھی مگر بدلے میں اس سے کیا حاصل ہوا؟

www.novelsclubb.com

آنسو اس کی پلکوں کی باڑ توڑتے اس کا رخسار بھگونے لگے، وہ قدم اٹھاتی سیڑھیوں کے قریب آئی، جہاں سے اسے لاؤنج میں موجود اپنی ساس اور عادل بیٹھے دکھائی دیے۔ حفصہ کی نظر ان پر پڑتے وہ بھی اسکی جانب دیکھنے لگے مگر چند لمحے بعد وہ منہ پھیرتے آپس میں بات کرنے لگے۔ حفصہ کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر روئے، وہ لوگ جن کی خاطر اس نے اتنی قربانیاں دی

تھیں، انہیں اس کے وجود سے کوئی سروکار نہ تھا۔ان دونوں نے ایک بار بھی حفصہ کو روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔اس کا قصور صرف اتنا تھا کہ وہ عادل اور اس کے گھر والوں سے وفادار تھی!

وہ سیڑھیاں اترنے لگی، ہر زینے پر قدم رکھتے اسے اپنی زندگی کے بیتے پل یاد آنے لگے۔ان چھ سالوں میں اس نے بہت اذیتیں سہی تھیں۔وہ اپنے شوہر کے لیے ایک ان چاہا وجود تھی، وہ اپنی ساس کو اولاد کی خوشی نہ دے پانے پر روز طعنے سنتی تھی۔اس کا شوہر اس سے وفادار نہ تھا۔اس نے اپنے آنسو صاف کیے اور اپنا بیگ اٹھاتے ابھی تیسرے زینے پر قدم ہی رکھا تھا کہ اس کا سر چکرا گیا اور اپنا توازن قائم نہ رکھ پائی، اس کا پاؤں پھسلا اور وہ لڑکھڑاتے ہوئے سیڑھیوں سے گر گئی۔وہ فرش پر اوندھے منہ پڑی تھی، خون اس کے سر سے نکلتا اس کی چادر کو داغدار کر رہا تھا۔وہ دونوں اس کو سیڑھیوں سے گرتا دیکھ کر بھاگتے ہوئے اس کے قریب آئے،

www.novelsclubb.com

"حفصہ، حفصہ آنکھیں کھولو!" عادل نے اس کے قریب آتے اسے سیدھا کیا، زخم اس کے سر کی پچھلے حصے پر لگا تھا۔ عادل کے دونوں ہاتھ خون سے رنگے جا چکے تھے۔ حفصہ نے اپنی پوری قوت لگاتے اپنی آنکھیں کھولیں، عادل کے چہرے پر نظر پڑتے وہ تلخی سے مسکرائی، وہ اس شخص کے چہرے پر اپنے لیے فکر دیکھنے کی ہی تو خواہش مند تھی، وہ اپنی عمر کا ایک حصہ اس لمحے کو ترسی تھی اور آج جب وہ لمحہ اسے نصیب ہوا تھا تو شاید بہت دیر ہو چکی تھی۔

"حفصہ، حفصہ" اس کی ساس بھی اس کے پاس ہی موجود تھیں مگر حفصہ کی قوتِ سماعت ختم ہو چکی تھی۔ اس نے ایک نظر عادل کے چہرے پر ڈالتے اپنی بند ہوتی آنکھیں دوبارہ کھولنا چاہیں مگر اس کی ہمت جواب دے چکی تھی اور کچھ لمحے بعد اس کی آنکھیں بند ہو گئیں!

شاید ہمیشہ کے لیے بند!

ایک یہ جہاں، ایک وہ جہاں

www.novelsclubb.com

ان "دو جہاں" کے درمیان

بس فاصلہ ہے ایک "سانس" کا

جو چل رہی تو یہ جہاں

جو رک گئی تو وہ جہاں

(جاری ہے۔۔۔۔۔)

www.novelsclubb.com